SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, February 18, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes after five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mr. Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

يايها الذين امنو ا خذوا حذ ركم فانفروثبات اوانفروا جميعا O وان
منكم لمن ليبطئن فان اصابتكم مصيبة قال قد انعم الله على اذلم
اكن معهم شهيدا O ولئن اصابكم فضل من الله ليقولن كان لم
تكن بينكم و بينه مودة يٰليتني كنت معهم فافوز فوزا عظيما O

ترجمہ۔ مومنو! (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو۔ اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عملاً) دیر لگاتا ہے۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا۔ اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو مقصد عظیم حاصل ہوتا۔

QUESTIONS AND ANSWERS.

Mr. Deputy Chairman: Question No. 91. Mr. Saifullah Khan Paracha.

+ 91. **Mr. Saifullah Khan Paracha:** Will the Minister for Science and Technology be pleased to state:

(a) the details of the DECONTAMINATION BAGS, a research product of PCSIR; and

(b) the details of the practical and commercial uses of these bags?

Syeda Abida Hussain: (a) The Pakistan Council of Scientific and Industrial Research (PCSIR) has developed a process using sand, coated with an oligodynamic element packed into bags of nylon cloth and stitched with nylon thread so that the bags do not degrade due to long contact time with water when such a bag is placed at the outlet of the pitcher fitted with a tap, the stored water flows out through the contents of the gags for purification prior to human consumption.

The efficacy of this filter bag has been tested against Salmonella typhosa, Escherichia coli, Shizalla dysenteriae and Staphylococcus. It reduces these micro-organisms by 90% in the filtered water at a flow rate of 1 liter/minimum while reduction of 85 and 80% was found at flow rate of 2 liter/minimum respectively.

The normal flow in about 3 lit/minute in larger pitchers and 2 lit/minute in smaller pitchers. The efficacy of decontamination is about 85% and 95% at a

---

+Deferred from the 29th January, 1999 (93rd Session).

mean microbial load of 10 organisms/ml with a flow rate of 3 lit/minute and 2 lit/minute respectively. There is also a significant reduction in silt load if the bags are properly placed at the inner side of the outlet of the pitcher. The average life of one bag (1 kg) is almost 6 months but it may vary depending upon the quality and quantity of water used.

(b) The water decontamination bags are normally being used at the out-let of small pitchers and coolers of 4--6 gallons capacity. This pitcher-bag system has been introduced in villages whose inhabitants are dependant on the surface water accumulation in ponds. It was observed that after the supply of pitchers and bags there was no incidents of water borne diseases where such bags were used.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary? Yes Mr. Iqbal Haider.

Syed Iqbal Haider: Sir, that I would like to inquire from the honourable Minister for Science and Technology but unfortunately the lady is missing as usual and I would humbly request you, sir that unless you will take notice Mr. Chairman, the Ministers will remain absent. These are very technical questions and I have utmost respect, and regard and sympathy with Wattoo sahib.

ان کے اوپر سارا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ ایک Minister of Parliamentary Affairs کے اوپر ساری Ministries کا بوجھ، گو کہ ان ایک کا پاؤں سو کے پاؤں سے بھاری ہے، میں مانتا ہوں لیکن جناب میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ حکومت نے decontamination bags کی commercial production کا کوئی پروگرام بنایا ہے؟ اس کی کیا قیمت ہو گی؟ اس کے اوپر کیا لاگت آتی ہے؟ یہ PCSIR نے بڑی عمدہ چیز ایجاد کی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے عوام اس ایجاد سے

مستفید ہو سکیں۔ ان bags کو پانی صاف کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ' مجھے یقین ہے کہ یہ bags کم قیمت پر عوام کو دستیاب ہو سکیں گے ۔ تو کیا ایسا کوئی پروگرام ہے کہ حکومت ان bags کی commercial production شروع کرے ' دوسرا یہ کہ اس کی کیا لاگت ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا اس کی commercial production کا انتظام PCSIR پرائیویٹ سیکٹر کے کچھ لوگوں سے مل کر کر رہا ہے ۔ اس کا خرچہ بہت معمولی ہے یعنی ایک bag دس روپے کا ہے اور وہ پانی کو صاف کرنے کے لئے تقریباً 6 مہینے تک قابل استعمال ہو گا۔ جناب جو work out کیا گیا ہے وہ اس کا ایک دن کا ایک پیسہ خرچ آئے گا جوکہ بہت معمولی خرچ ہے اور جناب والا جو اس کے فوائد ہیں وہ اتنے ہیں کہ پانی کے بارے میں پورا scientifically دیکھا گیا ہے کہ وہ 90 سے 98 فیصدی درست ہو جاتا ہے ۔ سر آغا خان یونیورسٹی والوں نے یہ bags منگوائے اور پھر وہ اس کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوئے اور پھر انہوں نے order دیئے اور letter of appreciation بھی دیا ' تو اس سلسلے میں اس ادارے PCSIR نے بہت اہم کام کیا ہے کہ اتنے سستے طریقے سے پانی کی صفائی کا یہ معاملہ حل کیا ہے۔ انشاءاللہ اس کو پورے طور پر ترجیح دینے کی کوشش کی جائے گی' commercial basis پر بھی اور اس سلسلے میں پوری کوشش کی جائے گی کہ عوام تک بھی اس کے فوائد کو پورے طور پر پہنچایا جائے۔

سید اقبال حیدر۔ کتنے عرصے میں یہ آپ عام آدمی کو فراہم کر سکتے ہیں؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جی ہم ابھی فراہم کر سکتے ہیں یعنی production اس وقت شروع ہے' جو demand ہو گی اس کے مطابق پھر اس production کو بڑھایا جا سکتا ہے لیکن اگر demand آئے تو ابھی اس کو سپلائی کیا جا سکتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب والا یہ اچھا پروگرام ہے ' یہ bags کا جو یہ فرما رہے ہیں ۔یہ اچھی بات ہے کہ لوگوں کو صاف پینے کا پانی ملے ' مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں دو طرح کے لوگ رہتے ہیں ۔ ایک ہمارا مراعات یافتہ طبقہ ہے جس کو ہم

امراء کا طبقہ کہتے ہیں۔ وہ تو پیتے ہیں mineral water اور وہ بے مراد دوسرا ہوتا ہے جی وہ میں اس کا نام نہیں جانتا ہوں وہ دوسری قسم ہے شراب کی ' پتا نہیں اس کو کیا کہتے ہیں۔ وہ پیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ بے مراد سے آپ کا مقصد کیا ہے؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی اس کو " آب جو" کہتے ہیں ۔ میں تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تو امراء کا طبقہ ہے جو اس طرح کا پانی پیتا ہے۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ جو عام لوگ ہیں ان کو صاف پینے کا پانی تو اپنی جگہ ہے یعنی پانی تک مہیا نہیں ہوتا۔ مجھے اور جگہ کا تجربہ نہیں ہے بلوچستان کا وسیع تجربہ ہے۔ 70 فیصد لوگ 20,20 میل دور جا کر اپنے پینے کے لئے پانی تلاش کرتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں ایک مسئلہ نہیں ہے کہ صرف صاف پینے کا پانی۔ یہاں یہ ہے کہ یہ گدلا پانی یعنی گندہ پانی' جو قابل استعمال نہیں ہوتا ' وہ بھی لوگوں کو میسر نہیں ہے ۔ جناب والا ! شہروں میں تکلیف یہ ہے کہ نکے عموماً گٹر کے پانی کے ساتھ مل جاتے ہیں ' کراچی جیسے شہر میں ' اسلام آباد میں ' اس سے بیشمار بیماریاں ہو جاتی ہیں ۔ آپ یقین کریں ایک بیماری ہے ' dysentery وہ جناب contamination کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ جب گدلا پانی' گٹر کا پانی اور صاف پانی مل جاتا ہے ۔ اسلام آباد میں ایسا ہے ۔ لاہور ' اسلام آباد' کوئٹہ اور کراچی کا یہ حال ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس ملک کے عوام نے کیا گناہ کیا ہے ۔ خدا کے بندے آپ ان کو صاف پینے کا پانی کیوں مہیا نہیں کرتے۔ جہاں پینے کے پانی کی سہولت نہیں ہے اس کے لئے گورنمنٹ کے پاس کیاکوئی منصوبہ ہے کیونکہ ۹۰ فیصد بیماریاں پانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ایک میری request ہو گی ممبران سے کہ وہ relevant رہیں' اگر تقریر کرنی ہے تو پھر وہ بعد میں کریں' to the point آ جائیں ۔

سید اقبال حیدر۔ صحیح ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! اگر فاضل ممبر صاحب سوال ملاحظہ فرمائیں اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں تو حقیقت میں وہ پانی جو چھپڑوں میں سے لوگ بچارے پیتے ہیں' جو خراب پانی تھا ' جو لوگ اس کو پینے پر مجبور تھے ان کے لئے اس ادارے نے ایک اتنی اچھی'

اپنی محنت سے یہ چیز ایجاد کی ہے اور اتنی سستی کہ اس سے وہ گدلا پانی' وہ جراثیم سے پر پانی' وہ بیماریوں کی وجہ پانی ' اس کو صاف کیا جارہا ہے اور نہایت معمولی خرچے پر ۔ پانی کے بارے میں اعتراضات کر سکتے ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ یہ سوال ان bags کے بارے میں جو ہے استعمال میں آ کے پانی کو جراثیم سے صاف کر دیتے ہیں اور تجربے نے بتایا ہے کہ اس سے پانی کی خرابی کی وجہ سے بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان بیماریوں میں بھی کمی آئی ہے۔ جس طرح اقبال حیدر صاحب نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی اچھی اور اتنی سستی چیز ہے کہ یہ غریبوں کے لئے بڑی مفید ہو گی۔ وہ جھونپڑیوں والے لوگ جو تالابوں سے کہیں لا کے پانی پیتے ہیں' جس میں جراثیم ہوتے تھے یہ ان کے فائدے کے لئے ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ تو خیر قیمت دینے پر ملتا ہے لیکن عام لوگ جو اس پاکستان میں رہتے ہیں ' کراچی میں ' لاہور میں' ان کے لئے پانی صاف کرنے کا کوئی نظام آج تک آپ مکمل نہیں کر سکے ہیں۔ کیا حکومت کی طرف سے guarantee شدہ کوئی نظام ہے کہ صاف پانی عام غریبوں کو مل سکے ؟ اس کا کوئی programme اس حکومت کے پاس ہے؟ پھر اگر عام لوگ جو ان کو خرید نہ سکیں ان کے لئے کیا پروگرام ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین ' اس ضمنی سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا ضمنی سوال ہے کہ غریبوں کو شہروں میں صاف پانی کیسے ملتا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ شہروں میں تو صاف پانی کا انتظام ہے۔ اگر کسی خاص جگہ پر پانی درست نہیں ہے تو آپ check کروا سکتے ہیں فوری action ہو سکتا ہے۔ یہ تو ان کے لئے ہے جہاں قطعاً کوئی انتظام نہیں تھا۔ ان جگہوں کے لئے یہ ایجاد کی گئی ہے اور اگر اس سے کوئی فائدہ شہروں میں بھی اٹھانا چاہے تو وہ اٹھا سکتا ہے یہ اتنا سستا معاملہ ہے کہ شہروں میں بھی کوئی چاہے تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اقبال حیدر صاحب۔ اگلا سوال نمبر ۴۰۔

40. Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Health be pleased to state the names, academic qualifications, BPS and terms and conditions of appointment of the present director (Malaria Control), and that of his two

predecessors in office?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: The post of Dirctor, Malaria Control is vacant and Mr. Muhammad Aslam Khan, Health Education Officer is looking after the work of the post.

Particulars in respect of Mr. Muhammad Aslam Khan and his two predecessors are at Annex-1.

Annex-I

PARTICULARS OF DIRECTOR MALARIA CONTROL

AND HIS PREDECESSORS

S. No.	Name and BPS	Academic Qualification	Terms and condition of appointment
1.	Mr. Muhammad Aslam Khan, Health Education Officer (BS-18)	M.A (Political Science)	Looking after the work of Director, Malaria Control in addition to his own duties.
2.	Ch. A.A Mujahid, Director (BS-19)	M.Sc. Agriculture (Zoology and Agriculture Zoology)	Promoted as Director w.e.f. 10-3-96 under the terms and condition of Civil Servants Act, 1973.
3.	Dr. Imtiaz Hussain Shah, Director (BS-19)	M.B.B.S M.P.H. (lebanon)	Promoted as Director w.e.f. 18-5-86 under the terms and condition

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary question?

Syed Iqbal Haider: My first supplementary is sir, to your goodself that have you received any intimation from the absent Minister for Health? Because at least this much should be the basic courtesy which Ministers used to show that when they were absent, they used to inform the Chairman that today he will not be able to be present in the House on account of his some unavoidable engagements. But sir, even this much courtesy is not being shown to yourself.

جناب ہمیں تو آپ کی عزت کا خیال ہے ' اس ایوان کی عزت کا خیال ہے۔ اگر آپ نوٹس نہیں لیں گے تو میں آپ سے مودبانہ درخواست کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ویسے میں نے پہلے بھی یہی کہا ہے اور آئندہ بھی میں وزیروں کو کہوں گا کہ جب تک یہ ہو نہ جائیں یہاں پر بیٹھیں otherwise what we do then we will adjourn it. Yes Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں آپ کے ارشادات متعلقہ وزراء صاحبان تک پہنچاؤں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ضرور تشریف لائیں۔ میں تو بہرصورت حاضر ہوں اور میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Right. Otherwise there is no use of him and there is no logic, tell the concerned Minister.

سید اقبال حیدر۔ جناب اب یہ Ministry of Health سے متعلق سوال ہے جس میں کہ وزیر صحت نے ایک غیر مستحق شخص کو کھلم کھلا نوازہ ہے اور ایک فرد واحد کی صحت کو بہتر بنانے کے لئے نا اہل شخص کو انہوں نے promote کیا ہے اس post پر جو کہ Director Malaria کی post ہے۔ جناب میرا سوال تھا کہ آیا Director Malaria کی post پر جس شخص کو آپ نے appoint کیا ہے اس کی کیا qualifications ہیں اور کیا grade ہے۔ اور اس سے

پہلے والے جو Director تھے ان کی کیا ہے؟ آپ خود غور کر لیں میرا یہ سوال ہے جناب کہ qualifications کا جو موجودہ ڈائریکٹر ملیریا کنٹرول ہے ان موصوف کی M.A.Political Science قابل داد ہیں۔ کہ موصوف M.A.Political Science ہیں اور وہ ڈائریکٹر ملیریا Ministry of Health میں مقرر ہیں۔یہ nepotism نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس کا پہلے جواب سن لیں پھر دوسری بات کریں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا ' پہلی تو عرض یہ ہے کہ یہ جو صاحب اس وقت officiate کر رہے ہیں' وہ اس کے بزنس کو دیکھ رہے ہیں' وہ باقاعدہ appointed نہیں ہیں۔ وہ باقی چیزوں کے لئے Officer کے طور پر act کر رہے تھے۔ اس میں Health Education Officer یہ M.A.Social Studies کی qualification ہوتی ہے۔ وہ Health Education کے لئے یہ Health Education Officer ہے substantive ان کا کام ہے۔ تجربے کے ساتھ اور qualification واقعی جس کی ضرورت ہے Helath کے بارے میں 'وہ ان کی نہیں ہے۔اس لئے ان کو باقاعدہ ڈائریکٹر نہیں بنایا گیا وہ lookafter کر رہے ہیں۔ اب فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ صحت کے محکمے میں کوئی officer fully qualified نہیں ہے اس job کے لئے ' لہذا Public Service Commission کے ذریعے direct recruitment کی جائے۔

سید اقبال حیدر، جناب یہ بھی صحیح ہے کہ جس شخص کو آپ officiate کہہ رہے ہیں اس شخص کا Grade 18 ہے اور یہ post ہے Grade 19 کی تو آپ ایک Junior شخص کو کس طرح سے senior post کو lookafter کرنے کے لئے مقرر کرسکتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس Grade 19 کا کوئی بھی officer نہیں ہے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں یہی دقت ہے کہ کوئی fully qualified officer grade 19 کا نہیں ہے محکمے کے پاس اس وجہ سے انہوں نے اسے officiate کرنے کے لئے کہا ہے لیکن سارے حالات کو دیکھنے کے بعد فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ Public Service Commission کے ذریعے direct recruitment کی جائے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب کتنا عرصہ لگے گا اس کو؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جتنا عرصہ Public Service Commission لے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! 10.3.1996 کو Ch.A.A.Mujahid کو، جو M.Sc. Agriculture تھے، ملیریا کے ڈائریکٹر کے لئے چنا گیا۔ جناب 1996 ء میں کیا qualification اس post کے لئے required تھی اور اس qualification کا آدمی کیا eligible تھا اور کیوں ان کو اس کے لئے چنا گیا؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ عرض یہ ہے جی کہ پہلے اس کی qualification تھی Assistant Directors وغیرہ۔ یہ دس چیزیں تھیں ۔ پھر اس کے بعد 1995 میں اس کو review کیا گیا اور پھر اب 14 qualifications ہیں جو اس officer میں ہونی چاہییں۔ یہ 14 کی لمبی فہرست ہے۔ اگر وہ فرمائیں تو میں ذکر کردیتا ہوں لیکن بہت سارے سوالات باقی رہ جائیں گے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ یہ جو چوہدری اے اے مجاہد ہیں ان کی qualification کیا تھی؟ جو qualification یہاں دی ہے یہ M.Sc. Agriculture ہے ۔یہ ملیریا ڈائریکٹر کے لئے qualify کرتے ہیں ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ BS-19 کے مجاہد صاحب کا تعلق ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے تھا، وہ اب یہاں پر کیوں ہیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا یہ Zoology کے بھی expert ہیں اور ان کی qualifications کی تعداد 14 ہے اورحکم ہو تو پڑھ دیتا ہوں لیکن ان کی لسٹ لمبی ہے ۔ جناب اس وقت ان کی qualifications کے مطابق انہیں select کیا گیا ہو گا۔ اب تو وہ ریٹائر ہو چکے ہیں ۔ Selection کے وقت وہ qualified ہو نگے ، اس کے بغیر تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ اس کے متعلق انکوائری کا آرڈر دیں تو میں انکوائری کا آرڈر کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بھنڈر صاحب یہی کہہ رہے ہیں کہ اس کی انکوائری کریں اور یہی ان کا مقصد تھا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! اگر ان کا اصرار ہے تو میں اس کی eligibility کی conditions پڑھ دیتا ہوں، یہ چودہ ہیں۔ یہ اسسٹنٹ جنرل ہیلتھ ہو ۔ ڈپٹی

ڈائریکٹر JPMC ہو، ہیلتھ آفیسر ہو۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ہو۔ چیف ہیلتھ آفیسر ہو اور بھی ہیں اگر حکم ہو تو وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ میں اس کو defend نہیں کر رہا ۔ وہ تو مطلوبہ qualifications کا حامل ہے۔

سید قائم علی شاہ۔ میرا سوال ہے کہ کب سے محمد اسلم خان ڈائریکٹر بنے ہیں اور یہ پوسٹ کب سے خالی ہے اور کیا یہ پوسٹ Grade-20 کی ہے یا Grade-19 کی ہے ؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ پوسٹ Grade-19 کی ہے ۔ جناب والا! ایک آفیسر 13-12-94 کو ریٹائر ہوئے ہیں اور دوسرے 20-4-98 کو ریٹائر ہوئے ہیں ۔

سید اقبال حیدر۔ محمد اسلم کو آپ نے کب appoint کیا؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اس کو appoint نہیں کیا گیا کیوں کہ وہاں کوئی اور آفیسر نہیں تھا اس لئے وہ officiate کر رہے ہیں ، اب یہ معاملہ پبلک سروس کمیشن کے پاس جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ گورنمنٹ ملازم عوام کی خدمت کے لئے ہیں ۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک specific job کوئی دوسرا نہیں کر سکتا مثلاً پولیٹیکل سائنس کا ڈاکٹری یا میڈیکل پروفیشن سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ملیریا کا ڈاکٹروں سے تعلق ہے۔

جناب والا! یہ دیکھا گیا ہے کہ nepotism کی وجہ سے ایک خاص فیلڈ والے کا کام دوسری فیلڈ والے کو سونپ دیا جاتا ہے۔ عوام کو کب تک اس قسم کی anarchy سے چھٹکارا حاصل ہو گا۔ جس کا کام ہو اسی کو دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب! کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ چار پانچ شعبوں میں expert ہوتے ہیں ۔ جی اگلا سوال، زاہد خان صاحب۔

41. Mr. Muhammad Zahid Khan: Will the Minister for Science and Technology be pleased to refer to the Senate Starred Question No. 62 and 64

replied on 17-12-1998 and state:

(a) the reasons due to which the acting charge of the post of Director General, National Institute of Electronics held by the Joint Electronic Advisor was taken away from his by the then Minister for Science and Technology in February, 1996;

(b) whether it is a fact that the Joint Electronic Advisor embezzled Rs. 42,987 by awarding himself six cash awards whilst holding the said acting charge, if so, the action taken against the officer; and

(c) whether it is a fact that during his acting charge the officer approved an amount of Rs. 263,043 on account of a building hired without having authority to do so and contrary to the rules, if so, the action taken in this regard?

Syeda Abida Hussain: (a) The acting charge of the post of Director General, National Institute of Electronics was assigned to the Joint Electronics Advisor on expiry of the tenure of the incumbent D.G. However, the Joint Electronics Advisor was removed from the post due to administrative reasons and the charge was assigned to the Secretary, MoST to lookafter the affairs of NIE till the appointment of a regular Director General.

(b) No. The honorarum was awarded to all those who were associated in one way or other with the working or NIE. The honorarium was out of the amount earned through contract work by NIE and not out of regular Government budget of NIE, under the scheme duly approved by the Government (Annexure-I)

(c) No. The building was already in possession of NIE for running the training courses in computers and the rent was paid through the income generated by NIE which is within the competence of the D.G., NIE under the

scheme approved by the Government.

Annexure-I

REGISTERED No. M.302

THE GAZETT OF PAKISTAN

PUBLISHED BY AUTHORITY

KARACHI, WEDNESDAY, AUGUST 10, 1994

PART IV

Notifications issued by the minor administrations and miscellaneous

notifications not included in any other part

MINISTRY OF SCIENCE AND TECHNOLOGY

Islamabad, the 23rd June, 1994

Subject:- Rules for Utilization of Income Generated by the National Institute of Electronics, Islamabad, 1994.

No. 3(3) 93-NIE.-- 1. In exercise of powers conferred by Article 19 of the National Institute of Electronics Ordinance 1979, the following regulations are hereby framed:

2. Short Title and Commencement:

(a) These regulations may be called " The Standard Operating Procedures for National Institute of Electronics Income Generating Programme and Utiliztion of Income and Profit-- 1994".

(b) They shall come into force with immediate effect.

(c) They shall apply to all receipts and income generated by

National Institute of Electronics on account of Contractual Research, Commercialization and Production of projects developed at NIE, Training, Consultancy and Repair and Maintenance etc. since Ist July, 1993.

3. **Definition;**

(a) "Director-General" means the Director-General of National Institute of Electronics, Islamabad.

(b) "Executive Committee" means the Executive Committee of the Governing Body of the Institute.

(c) "Governing Body" means the Governing Body of the Institute.

(d) "Cash Award" means a payment to any Officer or employee of National Institute of Electronics to reward him for work done toward providing consultancy and services, if paid for by client of National Institute of Electronics.

(e) "Profit" means the amount left in an account after meeting the cost of stores utilized for one of the activities mentioned at para 2 (c) on its completion.

(f) "Departmental Charges" means 20% of the final estimated cost unless otherwise specified by the Director-general in case of the following activities:-

(i) contractual project.

(ii) Commercialization and production of products developed at NIE.

4. **Financial and Accounting Procedure:**

(a) National Institute of Electronics shall open a suitable Bank Account to which all receipts and income generated shall be deposited.

(b) The bank account shall be operated under joint signatures of

two Officers nominated by Director General.

(c) Separate ledger accounts shall be maintained by the Finance and Accounts Section of the Institute for all receipts and income earned by National Institute of Electronics.

(d) The Officers of National Institute of Electronics who are delegated with power for sanctioning of expenditure against Government Funds shall exercise the same powers of sanctioning expenditure out of receipts and income of the Institute under Normal Procedure.

(e) The record of vouchers etc. would be maintained by the Finance and Accounts Section of National Institute of Electronics.

(f) All billing of receipts would be done by the Finance and Accounts Section of NIE.

(g) Bills for the work done will be prepared by the concerned Group/division and sent to the Finance and Accounts Section. The Accounts Section will send the bill to the customer for arranging payment to the National Institute of Electronics.

(h) Reports and returns in respect of receipts and income for services rendered by National Institute of Electronics shall be prepared separately for submission to the Governing Body at the next meeting.

5. Procurement and Accounting of Stores:

(a) The procedure for procurement and issuance of stores shall be the same as applicable otherwise in NIE.

(b) Separate account shall be maintained for the store procured for an Income generating project activity.

(c) The stores rendered unserviceable shall be chared off by the

store Section in accordance with the existing procedure applicable in NIE. The non-expendable stores issued by the Store Section to the Project Group/Section shall not be charge off from the ledger.

6. **Utilization of Income:**

"Profit" as defined in para 3(e) and "Departmental Charges" as defined at para 3(f) shal be utilized as under:--

(a) 60% shall be ploughed back to strengthen and expand National Institute of Electronics Laboratories and library facilities by purchasing equipment, computer hardware, Software, materials, components, technical publications and books etc.

(b) 20% shall be utilized to meet non-development expenditure.

(c) 20% shall be distributed amongst the employees of NIE as "Cash Award" as defined in para 3(d). The "Cash Award" will be disbursed by a committee having the following constitution:-

Chairman

(i) Director-general.

Members

(ii) Joint Electronics Advisor Ministry of Science and Technology or his nominee.

(iii) Concerned Project Leader.

NISAR AHMAD KHILJI

Section Officer,

جناب محمد زاہد خان۔ جناب والا! مجھے وٹو صاحب کا بہت احترام ہے لیکن تمام وزارتوں کا جواب وہ خود دیتے ہیں۔ بہرحال میں اپنا سپلیمنٹری سوال کرتا ہوں، اس کے تین حصے

ہیں- میں نے Joint Electronic Advisor کے متعلق سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ واقعی اس کو بدعنوانی اور بد انتظامی کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا- اگر اس کو سزا کے طور پر نکال دیا گیا تو پھر اسے 20 گریڈ سے 21 گریڈ میں کیسے promotion دے دی گئی؟

جناب والا! میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کے ذمے انتظامی امور تھے- وہ خود ہی اعزازیے لے رہا تھا اور اس نے 9 مہینوں میں 6 اعزازیئے وصول کئے جس کی رقم چوبیس ہزار نو سو ستاسی بنتی ہے - اس کے بعد NIE نے انہیں لیٹر لکھا کہ یہ پیسے واپس کر دیئے جائیں - یہ لیٹر انکوائری کے بعد لکھا گیا- کیا یہ رقم واپس کی گئی ہے یا نہیں؟

میاں محمد یسٰین خان وٹو- جناب والا ! اس طرح تو نہیں ہو سکے گا ' وہ ایک سوال کریں اور پھر اس کا جواب لیں-

جناب محمد زاہد خان- وٹو صاحب! آپ پریشان نہ ہوں ' میرا سوال ہے اور اس کے تین حصے تھے اور ان کے مطابق میں ضمنی سوالات کر رہا ہوں- questions بھی تین ہیں اور پھر اس کے تین جواب ہیں - جناب اگر آپ کو یاد رہے تو تیسرا بھی سن لیں- جناب اس نے ایک مکان لیا تھا- اس کے اختیار میں ایک ہزار روپے کرائے کا---

جناب ڈپٹی چیئرمین ، آپ دیکھیں یہاں پر سب کچھ لکھا ہوا ہے- A.B.C میں سب کچھ لکھا ہوا ہے-

جناب محمد زاہد خان، میں سپلیمنٹری کر رہا ہوں- ہر ایک پر میں سوال کر رہا ہوں- جو پہلے میں نے پوچھا ہے وہ الف جزو پر تھا- میں ان کو پھر یاد دلاتا ہوں کہ جس افسر محمد اسحاق کو آپ نے بدانتظامی اور بدعنوانی کے الزام میں نکال دیا تھا ' اس کے باوجود بھی آپ نے اس کو گریڈ ۲۰ سے ۲۱ میں ترقی دی ہے- اس کی کیا وجوہات تھیں کہ اس کو already نکال دیا گیا تھا- یہ (الف) کا ہے-

میاں محمد یسٰین خان وٹو، عرض یہ ہے کہ میری instructions کے مطابق جو briefing مجھے دی گئی ہے ' اس شخص کو کرپشن کی وجہ سے نہیں نکالا گیا ہے بلکہ اسے political reasons کی بنا پر نکال دیا گیا ہے- اس وقت کی وزیر صاحبہ نے اس پہ الزام لگاتے ہوئے کہ یہ ہمارے ساتھ co-operate نہیں کرتا اور ہمارے آدمیوں کو تنگ کرتا ہے' انہوں نے

اس کو ٹرانسفر کرایا ۔ جہاں تک honorarium کا تعلق ہے' اس کے بارے میں سارے محکمے کو یہ اجازت ہے کہ جو رقم یہ خود earn کرے وہ ایک کمیٹی ان کی بنی ہوئی ہے۔

جناب محمد زاہد خان، وٹو صاحب آپ (الف) کا جواب دے دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، اب عرض یہ ہے کہ اتنا تو حوصلہ بہرصورت رکھنا پڑے گا کہ ایک فاضل ممبر سوال فرمائیں تو اس کا جواب سن لیں ۔ پھر اس کے بعد ایک اور سوال فرمائیں کیونکہ اگر وہ سوال کا جواب ہی عرض نہیں کرنے دیں گے تو پھر وہ خود فرمائیں کہ بھئی اس کے سوال کے جواب دینے کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ یہی طریقہ ہے کہ وہ سوال کرکے ہم سے جواب لیں۔ تو عرض یہ ہے کہ ایک کمیٹی ہے کہ جو honorarium تمام ملازمین کے لئے approve کرتی ہے اور واقعی ان کا ڈائریکٹر وہ اس کا چیئرمین ہوتا ہے اور ۲ اس کے ساتھ ممبر ہوتے ہیں۔ یہ اسی کمیٹی نے honorarium کا فیصلہ کیا تھا اور وہ سب کو ملتا ہے۔ There is no exception آپس میں بانٹتے ہیں لیکن یہ رقم سرکاری نہیں ہوتی۔ یہ رقم وہ ہوتی ہے کہ جو یہ ادارہ خود earn کرتا ہے۔ وہ honorarium اس میں سے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس سارے کیس کا جو اس معاملے کو pursue کررہے ہیں۔اس کا بڑا background ہے۔اس سلسلے میں اگر فاضل ممبر صاحب کا یہ خیال ہو کہ ان میں سے کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو پوری انکوائری کرائی جائے گی کہ کون وقت کے بہتے دریا میں سیاہی گھول رہا ہے۔ یہ ساری چیزیں دیکھی جائیں گی۔

جناب محمد زاہد خان، منسٹر صاحب آپ ذرا غور سے سن لیں۔ آپ نے کہا کہ (الف) کا کریں تو میں جواب دوں گا۔ تو آپ نے مجھے (ب) کا جواب دیا۔ آپ کے NIE نے خود اس کو لیٹر لکھا ہے۔ یہ کاپی میرے پاس موجود ہے کہ آپ نے جو رقم وصول کی ہے وہ واپس کریں۔ میں نے آپ سے یہ پوچھا کہ یہ لیٹر جو گیا ہے کیا یہ پیسہ اس ادارے میں' جس میں وہ ملازم ہے' واپس وصول ہوا ہے کہ نہیں۔ اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو میں آپ کو کاپی دیتا ہوں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، آپ مجھے کاپی دے دیں۔

جناب محمد زاہد خان: کیونکہ یہ پیسہ واپس آیا ہے کہ نہیں۔یہ "ب" کا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: "ب" میں ہماری طرف سے جواب یہ دیا گیا ہے۔

"No. The Honorarium was awarded to all those who were associated in one way or

the other with the working of NIE. The honorarium was out of the amount earned through contract work by NIE and not out of regular Government budget of NIE, under the scheme duly approved by the Government".

جناب محمد زاہد خان: جناب میرے پاس یہ کاپی ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: آپ وہ کاپی مجھے دے دیں۔ میں انشاء اللہ اس کی انکوائری کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کاپی دے دیں۔ جی الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب "ب" پر میرا ایک سپلیمنٹری سوال ہے جیساکہ زاہد خان نے ابھی کہا ہے۔ اصل میں ہمارے معزز منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ وہ خود earn کرتے ہیں۔ being a Government servant کیا گورنمنٹ سرونٹ کو پرائیویٹ پریکٹس، پرائیویٹ earning کی اجازت ہوتی ہے؟ Government servant ہوتے ہوئے ایک Government servant جو پیسے earn کرتا ہے، that is not his earning. وہ اگر fine لیتا تو that is Pakistan Government's money. How can they distribute among themselves. اور پھر جو زاہد خان نے کہا ہے کہ letter لکھا گیا ہے، ان کو letter کی کاپی بھی مل گئی ہے کہ pay this money back. How can a person of Grade 20 being promoted in Grade 21 and they are distributing money, he is a Chairman of that. اور پنجابی میں کہتے ہیں جناب "مڑ مڑ ریوڑیاں اپنے ول" یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی، یہ تو بندر بانٹ ہے، یہ کونسا طریقہ ہے، this is unfair.

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جناب والا! جو بات میں نے وضاحت کے ساتھ عرض کی ہے، میرے خیال میں میں اس کو صحیح طرح نہیں سمجھا سکا۔ جس طرح میرے فاضل دوست کے ذہن میں سوال آرہا ہے، اگر وہ ملاحظہ فرمائیں تو ایک تو contract basis پر یہ ادارہ کام کرتا ہے، حکومت کے فنڈ سے نہیں۔ Contract basis پر وہ ادارہ جو رقم earn کرتا ہے، اس کے بارے میں یہ قانون ہے جو ہم نے ساتھ لگایا ہے، یہ gazette notification ہم نے ساتھ لگایا ہوا ہے، آپ اگر صفحہ نمبر 6 ملاحظہ فرمائیں answer book کا تو اس میں لکھا ہوا ہے:

Utilization of Income: "Profit" as defined in para 3(e) and "Departmental Charges" as defined at para 3(f) shall be utilized as under:-

(a) 60% shall be ploughed back to strengthen and expand National Institute of Electronics laboratories and library facilities by purchasing equipment , computer hardware , software , materials , components , technical publications and books etc.

(b) 20% shall be utilized to meet non-development expenditure.

(c) 20% shall be distributed amongst the employees of NIE as "Cash Award" as defined in para 3(d). The "Cash Award" will be disbursed by a committee having the following members:-

Chairman

(i) Director-General.

Members

(ii) Joint Electronics Adviser, Ministry of Science and Technology or his nominee; and

(iii) Concerned Project Leader.

تو یہ اس طریقے سے ہے - یہ 1994ء کا ہے اور اس کے مطابق یہ تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب الیاس احمد بلور، جناب ایک اور اہم سپلیمنٹری ہے اس پہ۔

The same officer has taken a building on rent. Sir, that building was taken from Miss Rafia Rehman Abbasi.

پندرہ ہزار روپے ماہانہ کرایے پہ لی گئی ہے اور پانچ ہزار روپے مہینہ اس کے furniture کا کرایہ دیا جا رہا ہے۔ کیا معزز وزیر مجھے یہ بتائیں گے کہ ایک ہزار روپے سے زیادہ کوئی چیز بھی کسی department میں لی جاتی ہے تو Finance Division سے permission کے بغیر irregular ہوتی ہے۔ کیا یہ permission لی گئی تھی اس وقت جب یہ بلڈنگ کرایے پہ لی گئی تھی ؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو، اس کے بارے میں آخری حصہ ذرا تھوڑا سا پڑھ دوں،

"The building referred to in the question was hired by NIE for computer training classes and an amount of Rs.263,043/- was paid as rent of the building from the amount earned by NIE through contracts, etc. Such expenses are duly covered under the rules for utilization of income generated by National Institute of Electronics."

تو حکومت کے اس ادارے نے روپے earn کرکے اس کی ادائیگی کی ہے۔ یہ حکومت کے فنڈ سے نہیں کی اور رولز کے مطابق ان کو اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی آفریدی صاحب۔

حاجی گل آفریدی، شکریہ چیئرمین صاحب۔ Science and Technology کے متعلق سوال ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو کاپی زاہد خان صاحب نے دی ہے اگر وہ درست ثابت ہوئی تو کیا متعلقہ افسران کو اس سلسلے میں کوئی سزا ملے گی؟ انہوں نے تو کاپی دے دی اور وزیر صاحب نے کاپی ملنے سے پہلے کہہ دیا کہ سوال غلط ہے۔ کیا وزیر صاحب کو ان کے افسران نے نہیں بتایا کہ بھئی ہمارے پاس یہ کاپی موجود ہے اور ان سے ہم نے پیسے مانگے ہیں Rs.24,000/- وغیرہ۔ تو اگر یہ درست ہو تو متعلقہ افسران کے خلاف یہ کیا قدم اٹھائیں گے؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو، میں عرض کرتا ہوں کہ جناب اگر کہیں کوئی قانون کی خلاف ورزی کسی نے کی اور کوئی بددیانتی کسی نے کی ہوگی تو ہم اس کو قرار واقعی سزا دیں گے، ہم کسی کو بھی معاف نہیں کریں گے چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ڈاکٹر حئی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، اس ادارے، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف الیکٹرانکس کے بارے میں وزیر موصوف سے میں یہ سوال کروں گا کہ وہ یہ بتائیں کہ یہ ادارہ کب سے کام کر رہا ہے اور اس کی آمدنی جیسا کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا کہ 60 فی صد ہے، اس طرح سے 20 فیصد اسطرح خرچ کرتے ہیں۔ 20 فیصدی Non-development سکیموں پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ ہمیں

بتائیں گے کہ اس کی ہر سال کل آمدنی کتنی ہوئی ہے اور اس کو کہاں کہاں خرچ کیا گیا ہے بقول ان کے ----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب میرا خیال ہے کہ آپ فریش سوال کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اگلا سوال نمبر ۴۲ ' زاہد خان صاحب۔

42. *Mr. Muhammad Zahid Khan: Will the Minister for Science and Technology be pleased to refer to the Senate Starred Question No. 57 and 61 replied on 17-12-1998 and state:

(a) the name of the Chief Research Officer referred to in the answers to the said questions;

(b) whether it is a fact that as the prescribed qualifications and experience for the post of Chief Research Officer did exist at that time and were advertised in the dailies "Dawn" Karachi, "Pakistan Times" Rawalpindi, "Nawa-e-Waqt" Rawalpindi, "Muslims" Islamabad, "Khyber Mail" Peshawar and "Balochistan Times" Quetta in February, 1984, if so, its details; and

(c) whether it is a fact that Chief Research Officer-II referred to in the answers to the said questions did not possess the required/advertised qualifications and experience and did not appear before the Selection Board, if so, the action taken in this regard?

Syeda Abida Hussain: (a) The name of the Chief Research Officer referred to in the answer to Senate Starred Question No. 57 and 61 replied on 17-12-1998 is Dr. Khalid H. Qamar.

(b) Yes. The qualifications and experience for the post of Chief Research Officer were advertised. Copies of the advertisements are enclosed at Annexure-I.

(c) No. Dr. Khalid H. Qamar possesses B.Sc. Electronics Engg. and Ph.D. in simulation Rolling Mill Plant, his simulation is in compurters and his experience with M/s. Marconi Ltd., UK is relevant to the working of NIE. He approved before the Selection Board. A copy of interviews/results sheet alongwith list of candidate duly appeared by Dr. M.A. Kazi, the then Adviser to the President on Science and Technology is attached at Annexure-II.

(Annexures have been placed in the Senate Library and on the Table of the Honourable Members).

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سپلیمنٹری۔

جناب محمد زاہد خان ، جناب یہ جو آفیسر کا selection کیا گیا تھا اس میں جو ڈگریاں M/S Marconi Ltd. UK کی پیش کی گئیں تھیں وہ انکوائری کے بعد جعلی نکلیں۔ اور سلیکشن بورڈ کی کارروائی کے دوران بھی جب وہ انکوائری کر رہے تھے تو وہ فائل بھی گم کر دی گئی تھی ۔ منسٹری نے بھی انکوائری کی ہے کہ یہ غلط ہے تو پھر آپ نے کس بنیاد پر اس کو وہاں پر آفیسر لگا دیا جبکہ اس کی ساری ڈگریاں جعلی تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، سارے documents جعلی تھے۔

جناب محمد زاہد خان، جی جناب ساری ڈگریاں جعلی تھیں۔ پھر کیسے ان کو آپ نے وہاں پر تعینات کیا۔ میرے پاس اس کی کاپی ہے لیکن کاپی دینے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ کاپی دے کر وہ اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیں گے اور مجھے نہیں بتائیں گے کہ وہ غلط ہے یا صحیح ہے۔

میاں محمد یسین خان وٹو، یہ بھی کاپی بھجوا دیں اس کو examine کروا لیں گے۔

جناب محمد زاہد خان ، پھر ہم ان سے کیا پوچھیں گے۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour : Yes. The qualifications and experience for the post of Chief Research Officer were advertised.

انھوں نے خود کہا ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد زاہد خان : نہیں وہ advertised ہے۔ اب ہم سینٹ میں اس لئے آئیں گے کہ منسٹر صاحبان کو ہم ڈاک پہنچائیں گے اور وہ اس پر انکوائری کریں گے۔ جو ہم سوال کریں گے تو اس پر وہ کیا جواب دیں گے۔ ابھی مجھے کیا تسلی ملی ہے۔ کیا ہو گا؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ question Hour کی اہمیت بھی یہ ہے، خوبی بھی یہی ہے --

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو : عرض سن لیں، عرض سننے کا حوصلہ تو زاہد میاں آپ کو آخرکار، آخرکار، تجربے کے بعد پیدا کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر جمہوریت نہیں چل سکتی۔ یہ حوصلہ کیجئے اور بات سنیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ Question Hour کی اہمیت یہی ہے کہ جہاں ادارے حکومت کے کام کر رہے ہوں۔ کہیں کوئی کوتاہی ہو رہی ہو وہ اس ایوان کے اندر سوالات کے ذریعے ہم لا سکتے ہیں ، حکومت کی توجہ بھی اس طرف ہوگی ۔ اگر کہیں کوئی گڑ بڑ ہے اور ہمیں جواب درست نہیں دیا گیا ہے محکمے کی طرف سے اور فاضل ممبر صاحب مہربانی فرماتے ہوئے ایسے حقائق ہمارے نوٹس میں لائیں جن حقائق سے انکوائری کر کے وہ لوگ جنہوں نے غلط اطلاع دی ان کو سزا دی جا سکے تو یہ بھی خدمت ہے ۔ یہ آپ کے خوبصورت فرض کی خوبصورت ادائیگی ہے ۔ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہاں پرکوئی غلط جواب دیا گیا ہے ، آپ کے پاس کوئی انفارمیشن ہے۔ آپ نے pass on کی ہے' میں اس پر انشاء اللہ انکوائری کا آرڈر کروں گا۔ ایک دفعہ یہاں پر وزارت داخلہ کے سوال کا جواب غلط دیا گیا ، فوراً میں نے ان کو ڈی او لکھا ، اس کے خلاف انکوائری کی اور جو متعلقہ آدمی تھا ، جس کی کوتاہی تھی اس کی سرزنش کی گئی ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کسی نے کوئی غلط اطلاع دی ہوگی--- یہ معزز ایوان بہت اہمیت رکھتا ہے ۔اس میں ہم جرات نہیں کر سکتے ہیں غلط اطلاع دینے کی اور اگر ہمارے سرکاری ادارے کوئی غلط جواب دیں تو ہم ان لوگوں کے خلاف بھی کارروائی کریں گے جنہوں نے ہمیں غلط جواب مہیا کیا ہو گا۔ آپ مجھے information دیں میں اس کے بارے میں کارروائی کروں گا۔

جناب محمد زاہد خان ، جناب چیئرمین ' انہوں نےتو طریقے سے تقریر کر کے بتا دیا میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک document ان کو دیتے ہیں' یہ آگے انکوائری کرتے ہیں' ہمیں کیا پتہ ہے۔ اس ہاؤس کو کیا پتہ ' اس ہاؤس میں کوئی چیز واپس آئی کہ نہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ، ہم اطلاع دیں گے۔

جناب محمد زاہد خان ، میں ممبر ہوں ' ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ مجھے سنیں کیونکہ میں آپ کو سن رہا تھا ۔آپ مجھے بھی سن لیں۔ اب میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو document دے رہے ہیں ۔ question بھی کر رہے ہیں۔ ہمیں یہی کہا جاتا ہے کہ آپ یہ documents دے دیں۔ اب اگر وزیرمتعلقہ محکمے کا ہوتا تو اس کو اتنی دقت نہ ہوتی۔ اسے یہ جاننے میں آسانی ہوتی۔ آپ کو اس لئے دقت ہو رہی ہے کہ آپ کو کوئی بھی آفیسر ' جو بھی آتا ہے وہ آپ کو brief کرتا ہے اور آپ نے پھر اس کو پڑھ کر ہمیں سنا دیا لیکن جب ہم supplementary کرتے ہیں۔ اس کا جواب آپ کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہمیں documents دے دیں۔ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ عوام ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم جو ممبران بیٹھے ہوئے ہیں کیا ہم اپنے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں۔ آپ بتائیں کہ اس کا result کیا ہے۔ آپ مجھے result بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی منسٹر صاحب وہ results کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جناب اگر وہ ہمیں کوئی تجویز یا تحریر بھیجیں گے ۔ اس پر ہم inquiry کر کے ان کو اطلاع دیں گے کہ اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی on the floor of the House Minister کہہ رہے ہیں کہ ہم inquiry کریں گے اور آپ کو اس کی کاپی بھیج دیں گے۔

جناب محمد زاہد خان، مجھے نہیں جناب اس ہاؤس میں آ کے بتائیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، ٹھیک ہے ۔

جناب محمد زاہد خان، جناب یہ بتائیں کہ کتنے عرصے میں بتائیں گے۔؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی ہاؤس میں بتا دیں گے۔

میاں محمد یسین خان وٹو، جناب تاریخ کی بجائے میں جلد از جلد کوشش کروں گا۔ تاریخ میں نہیں بتا سکتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب میں نے گزشتہ اجلاس میں یہاں اسی ضمن میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ڈائریکٹر جنرل کے لئے باقاعدہ سوال کیا۔ اس کا جواب انہوں نے غلط دیا تھا ۔ اس کے سارے documents بھی جعلی تھے ۔ انہوں نے باقاعدہ inquiry call کی ۔ میں نے منسٹری کو خط لکھا اور منسٹری نے مجھے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ استحقاق کمیٹی کے through بھی میں نے apply کیا ۔ وہاں بھی یہ کیس ابھی تک pending ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم inquiry کریں گے۔ ہمارا وقت خواہ مخواہ کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں صحیح بتائیں کہ اگر وہ inquiry کریں گے تو ٹھیک ورنہ ہمیں زبانی تسلیاں کیوں دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وزیر صاحب نے یہاں پر کہہ دیا ہے کہ ہم inquiry کریں گے اور یہ ہاؤس کو بھی بتائیں گے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب موجودہ ڈی جی کے متعلق تو بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب فدائے نور صاحب آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ۔ جی next Question No.43 Dr. Hayee Sahib.

43. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Health be pleased to refer to the Senate Starred Question No. 55 replied on 17-12-98 and state:

(a) whether it is a fact that the Lady Health Visitors of District Abbottabad, Mansehra and Haripur, who got their training in 1998, have only been paid two months stipend while the salary for the period from October, 1998 to January, 1999 has not been paid so far, if so, its reasons;

(b) the time by which the residual amount of the said lady health workers will be paid to them; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to arrange and ensure monthly payments to these workers well-in-time?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: (a) No. It is not a fact. The payment of salary to LHWs for the months of November, 1998 to January, 1999 has been made.

(b) As above.

(c) Payment of salaries depends on the release of funds from Finance Division. As soon as the funds are released, payments are made.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ: جناب میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ دیکھیں یہجو حکومت کے ملازمین ہیں۔ زیادہ تر چھوٹے ملازمین ہیں۔ اس دور حکومت میں یہ عام مرض ہے کہ تنخواہیں بروقت نہیں ملتیں جناب۔ بلوچستان کی حکومت بار بار پیٹتی ہے ۔ ہر مہینے وزیر اعلی یہاں پہنچ جاتے ہیں صرف تنخواہوں کے لئے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں چھوٹے ملازمین کو اگر تنخواہیں monthly نہ ملیں۔ چار چار مہینے' پانچ پانچ مہینے' چھ چھ مہینے' اچھا جواب میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ جناب یہ ہمارا قصور نہیں ہے۔ یہ Finance Division جیسے اسے release کرے گی ۔ ہم دے دیں گے۔ Finance Division بھی اس حکومت کے پاس ہے۔ وہ امریکہ یا یورپ کے پاس نہیں ہے۔ یہ کونسا جواب ہے کہ جی Finance Division دیر سے تنخواہیں release کرتا ہے۔ میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ حکومت کے تمام ملازمین میں مثال کے طور پہ یہ Lady Health Workers ہیں۔ سوال بنیادی یہ تھا کہ یہ جو چھوٹے ملازمین ہیں جب ان کو تنخواہیں بروقت نہیں ملیں گی تو یہ پریشانی' بے چینی اپنی جگہ موجود رہے گی۔ آپ کب اسے ٹھیک کریں گے ۔ تمام ملازمین کو' چاہے وہ صوبائی حکومت کے ملازمین ہوں 'چاہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین ہوں یا autonomous یا semi-autonomous اداروں کے ملازمین ہوں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو بروقت تنخواہ ملے۔ آپ اس معزز ایوان میں یہ یقین دہانی

کرائیں کہ جو چار چار، پانچ پانچ، چھ چھ مہینے لوگوں کو تنخواہیں نہیں ملتی ہیں۔ بہانہ Finance Division کا کرتے ہو ۔ یہ سلسلہ کب ختم ہو گا۔ یہ باقاعدہ ہر پہلی یا دوسری تاریخ کو تمام ملک کے ملازمین کو تنخواہیں ملنی چاہئیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب میں فاضل ممبر کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن انہوں نے اپنے سوال کا از خود جواب دے کر پھر اس پر اعتراض فرمایا ہے۔ ان کا سوال یہ تھا کہ

whether it is a fact that the Lady Health Visitors of District Abbottabad, Mansehra and Haripur, who got their training in 1998, have only been paid two months stipend while the salary for the period from October, 1998 to January, 1999 has not been paid so far, if so, its reasons;

جواب یہ ہے کہ No. 1; It is not a fact. The payment of salary to LHVs for the months of November, 1998 to January, 1999 has been made. پھر تھا کہ the time by which the residual amount of the said lady health workers will be paid to them;

تو جواب ہے as above کہ ان کو ادائیگی ہو گئی ہے ۔ اسی طرح payment of salaries depends جواب ہے ان کے سوال کا ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت تو چونکہ یہی مسئلہ ہمارے سامنے ہے ۔ باقی محکموں میں کیا ہو رہا ہے؟ صوبوں میں کیا ہو رہا ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ کے باقی محکموں میں کیا ہو رہا ہے؟ اس کے بارے میں یہ سوال نہیں ہے۔ لیکن لیڈی ہیلتھ ورکر کے بارے میں میں نے عرض کیا کہ ان کو ادائیگی کی جا رہی ہے۔ آئندہ بھی انشاء اللہ بروقت ادائیگی کی پوری کوشش کی جائے گی اور مئی تک کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اتنی دیر تک اور Fund release ہو جائیں گے۔ finance والوں کو بھی اس چیز کا احساس ہوتا ہے۔ وہ fund release کر دیتے ہیں باقاعدگی سے۔

Mr. Deputy Chairman: Next Question No.44, Dr. Safdar Abbasi Sahib.

44. *Dr. Safdar Ali Abbasi: Will the Minister for Foreign Affairs be

pleased to state name, qualification and diplomatic experience of High Commissionerof Pakistan to Kenya?

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Hameed Asghar Kidwai, who holds a Bachelor degree, is a political appointee. In view of his rich and varied experience in banking and international trade, Mr. Kidwai was nominated by the Prime Minister for appointment as High Commissioner to Kenya in September 1998 against the quota of non-Career Ambassadors/High Commissioners.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! میرا سوال وزیر خارجہ صاحب سے یہ ہے کہ کینیا میں پاکستان کا ہائی کمشنر کون ہے؟ میں نے ان کی qualification and diplomatic experience پوچھا تھا۔ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ حمید اصغر قدوائی وہاں کے ہمارے ہائی کمشنر ہیں۔ qualification میں کہتے ہیں کہ ان کے پاس bachelor کی ڈگری ہے یعنی simple graduate ہیں اور experience میں یہ جتایا گیا ہے کہ he is rich and very experienced in banking and international trade۔ جہاں تک جناب میں جانتا ہوں ان کا تجربہ، وہ مشہور و معروف مہران بنک کے حوالے سے ہی نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا مجھے کوئی اور تجربہ نظر نہیں آتا۔ qualification بھی ان کی bachelor کی ہے تو وزیراعظم صاحب نے یہ مناسب سمجھا کہ ان کو کینیا بھیجیں as a political appointee ۔ میرا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ حمید اصغر قدوائی ابھی تک absconder ہیں law کے اور یہ کیوں مناسب سمجھا وزیراعظم صاحب نے کہ انہیں کینیا ہی بھیجیں۔ ان کو اور کوئی ملک نظر نہیں آیا ان کو appoint کرنے کے لئے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes Minister concerned.

جناب سرتاج عزیز، اس میں جو qualification ہے، اگر اس کی مزید تفصیل چاہیے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ UK میں Banking and Foreign exchange میں دو سال کی ٹریننگ ہے۔ اس کے بعد he served in UK branch of the Standard Bank for two years اس کے بعد ان کا trade کا بھی experience ہے۔ general trade promotion اسمبیڈر کا

فرض ہوتا ہے، جو non-career سفیروں کا کوٹہ ہوتا ہے، اس میں آپ دیکھیں گے کہ ان کا varied experience ہوتا ہے، کوئی Armed forces سے ہوتے ہیں، کوئی business سے ہوتے ہیں، کوئی political career سے ہوتے ہیں اور یہ جو Prime Minister کا discretionary quota ہے non-career Ambassadors کا ان کو اس کے against لگایا گیا ہے۔ انہیں کینیا appoint کرنے میں مجھے کوئی ایسی قباحت نظر نہیں آتی۔

قاضی محمد انور: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ

Is the Minister aware , and Minister is definitely aware that Hameed Asghar Qidwai is the principal character of Mehran Bank scan. There was a commission appointed by the government headed by Justice Qadeer-ud-Din Chaudhry, the present Chief Election Commissioner. The Commission which was also having the High Court judges , held Hameed Asghar Qidwai involved in that Mehran Bank scandal. Hameed Asghar Qidwai filed an affidavit also which was placed on the files of the Commission. He testified certain money that this much crore has gone to Mr. Aftab Sherpao and Farooq Leghari and others from Mehran Bank.

This entire document is on the file but at that time it was not taken into consideration on account that he was in a scandal. When this government came in he came here. Then it was manoeuvred that the non-bailable warrant of the arrest, issued against him by the Banking Judge at Peshawar, be withdrawn and it is after that that he became the principal witness. Now he is the principal witness, a prosecution witness in that Mehran Bank case. That Mehran bank character has been sent to Kenya. Is he aware that he is that man? Is he same Hamid Asghar Qidwai or somebody else? I want to know this that is he the same Hamid Asghar Qidwai who is involved in Mehran Bank case, they have awarded him and sent him to Kenya or he is somebody else?

Mr. Sartaj Aziz : He is the same Hamid Asghar Qidwai. He was the Executive Director of Mehran Bank at Peshawar and the story that he has read largely through---, but he was used by Younis Habib who was the head of the Habib Bank to channel money in Peshawar to the parties which were mentioned at that time and he recorded all those conversations which are on tape as well as on record and I myself heard them. That does not involve him in the scandal or any irregularity.

The court has not ruled or given any charge against him and to that extent he does not stand disqualified for this appointment. He is a key witness and therefore the government at that time moved against him because he had given evidence against important functionaries of the ruling party at that time. Right now there is no charge, so far nothing has been proved against him, therefore he is not disqualified for holding this appointment.

Qazi Muhammad Anwar : The Commission has held that he is involved.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن : میں جناب چیئرمین آپ کی وساطت سے سیدھا سادا سوال کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں کوئی زیادہ confusion نہ ہو۔ نمبر ا کہ کیا یہ حمید اصغر قدوائی مہران بنک میں مفرور رہے ہیں اور ان کے وارنٹ جاری ہوئے تھے ؛ نمبر ۲ ' کیا ان کو ملزم سے گواہوں کی category میں اس حکومت نے رکھا ہے اور وعدہ معاف بنایا ہے؟ اور نمبر ۳ ' کیا کینیا وہ ملک ہے جہاں وزیر اعظم کے خاندان نے دو sugar ملیں خریدی ہیں اور جہاں ان کے منیجرز کی ' recently ان کی ایک sugar مل کے take over پہ وزیر اعظم کے خاندان کے اہلکاران کی پٹائی ہوئی ہے؟

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی چیئرمین : بیس منٹ کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب نے اجلاس بیس منٹ کے لیے ملتوی کر دیا)

[The House re-assembled after Maghreb Prayers]

Mr. Deputy Chairman: Yes, please.

چوہدری اعتزاز احسن ۔چونکہ بیچ میں اذان کا وقفہ ہو گیا تھا تو میں اپنے سوال کا ذرا اعادہ کرنا چاہتا ہوں بالخصوص اس توقع کے ساتھ کہ چونکہ اس سوال کی تکرار بھی کی جارہی ہے اور اہم بھی ہے ۔ television والے اس کی برید نہیں کریں گے، کاٹیں گے نہیں۔ میرا سوال نمبر ۴۰ سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جس صاحب کا اس جواب میں یعنی حمید اصغر قدوائی کا ذکر کیا گیا ہے کیا یہ وہی صاحب ہیں جو مہران بنک case میں ملزم تھا؛ اس کے وارنٹ جاری ہوئے تھے مگر اس کو موجودہ حکومت نے وعدہ معاف گواہ بنا کر اس کا نام ملزموں کی فہرست سے نکال کر گواہوں کی فہرست میں ڈال ہی نہیں دیا بلکہ انعام کے طور پر اس کو ایک ایسے ملک یعنی Kenya میں سفیر بنا دیا جہاں وزیر اعظم نواز شریف کے خاندان کی ذاتی business Hudabia Company نے دو Sugar Mills خریدی ہیں اور جہاں ۶ جنوری کو ان کے نمائندوں کی take over کرنے کے issue پر پٹائی ہوئی تھی۔سوال آسان ہے جی yes or no میں جواب ہو۔

جناب سرتاج عزیز ۔ آپ تو چاہیں گے yes or no میں جواب دوں مگر مجھے تفصیلی جواب دینے دیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ وہی قدوائی ہیں۔ دوسری بات، مہران بنک کے حوالے سے جو یہ بات کر رہے ہیں کہ ملزم تھے اور پھر گواہ ہو گئے، گو کہ اس سوال سے اس کا تعلق نہیں ہے، لیکن اگر یہ چاہتے ہیں اس پر بحث مباحثہ ہو تاکہ پوری حقیقت سامنے آ جائے کہ مہران بنک کا کیس کیا تھا اور اس میں جو اس وقت کے اکابرین تھے ان کی جو بے قاعدگیاں تھیں چونکہ انہوں نے ان کے خلاف گواہی دی تھی، tape اکٹھے کئے تھے اور پورا affidavit دیا تھا تو ان کے خلاف victimization کے طور پر ان کو ملوث کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں جو کمشن قائم کیا گیا تھا، اس کے جس طریقے سے terms and reference مرتب کئے تھے، جس طریقے سے اس کیس کو آگے لے جایا گیا تھا، ان کی جو بے قاعدگیاں تھیں ان کی پردہ پوشی کے لئے کیا گیا تھا۔ اس پر ہم بالکل بحث کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ اس پر موشن

دینا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے جو متعلقہ کمیٹی ہے ہاؤس کی، فنانس کی اس میں کر لیں۔

(مداخلت)

جناب سرتاج عزیز: بات یہ ہے کہ ہاؤس میں آفیسر نہیں آ سکتے اور آپ کمیٹی میں بات کریں اس کی رپورٹ یہاں لے آئیں۔ آپ ضرور یہ کریں، اس میں یہ معاملہ صاف ہو جائے گا۔ باقی جہاں تک ان کا دوسرا سوال ہے، جس واقعہ کا انہوں نے ذکر کیا ہے قدوائی صاحب کا نام Kenya کے لئے ستمبر ۹۸ء میں چلا گیا تھا۔ یہ ٹھیکہ حدیبیہ کے نام ایک سال پہلے منظور ہو چکا تھا۔ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس واقعہ میں کوئی ایسی بات ہے جس کا اس سوال سے تعلق ہے اور نہ اس مقصد کے لئے انہیں لگایا گیا ہے جیسے کہ میں نے کہا ہے ان کی کوئی disqualification نہیں ہے یہ post hold کرنے کے لئے اور اسی لئے ان کو وہاں پر لگایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان: شکریہ جناب۔ میرا honourable Minister سے سوال ہے کہ کیا قدوائی صاحب جب England میں تھے، جلا وطنی کے بعد آئے airport سے سیدھے Prime Minister's House گئے اور کیا وہ پھر Prime Minister's House کے گیٹ سے نکل کر کینیا میں Ambassador لگے، یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔؟ وہ جتنا عرصہ رہے Prime Minister's House کے اندر رہے۔

جناب سرتاج عزیز: اس کی مجھے کوئی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہے لیکن کافی عرصے کے بعد کینیا گئے فوراً نہیں گئے۔ کئی مہینے منظوری آنے میں لگے تھے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب ایک بات تو معزز وزیر صاحب کے بیان سے واضح ہوئی کہ وہ وہی شخص ہیں اور ان کو بطور reward وہاں پر بھیجا گیا جہاں پر وزیراعظم کے اپنے personal family business interests ہیں۔ وزیر صاحب نے ابھی فرمایا اعتراز صاحب کے جواب میں کہ ان کا اس financial interest سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کی توجہ میں سوال کے جواب کی طرف مبذول کرواتا ہوں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ by the Prime Minister for appointment as High Commissioner to Kenya in September

1998جناب آپ اس تاریخ کو اگر ذہن میں رکھیں September,1998 اب جناب میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں ایک بیان کی طرف جو جاری کیا گیا27-1-1999 کو

A statement was made by Mr. Haroon Pasha ExecutiveDirector of Hudabia Engineering Company (PVT) Hudabia. Now this statement of Mr.Haroon Pasha came as a rebuttal to the news item which was printed on the 26th of January, 1999 which said that the Prime Minister is at the heart of the African Drama over the controversy of the Sugar contract and in that he has stated sir, that Hudabia which they alleged was a defaulter, had purchased which did not have money

جس کے پاس پاکستان میں بنکوں کو قرضہ واپس کرنے کے لئے تو رقم نہیں تھی لیکن کینیا میں اس کو Sugar Mill خریدنے کے لئے پیسے موجود تھے۔ یہ بہرحال ایک الگ بحث ہے۔ میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن ہارون پاشا صاحب یہاں پر date of appointment جہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کو وہاں پر financial interest کو look after کرنے کے لئے بھیجا گیا کیونکہ انہوں نے کہا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Come to the question.

Mian Raza Rabbani: Sir I am coming to that

ستمبر میں وہ ہوا ہارون پاشا صاحب کہتے ہیں کہ

in November, September and November1998 Hudabia was asked to hold the final negotiations in respect of the technical management contract of the sugar company. Consequently after approval from the Kenya's Attorney General's Office and with the approval of the Cabinet the contract between Hudabia and the company was executed on Jan,6,1999. Is this not the period when the honourable gentleman was there as Ambassador? This is question No.1. Question No.2 is , is it not a fact as the Minister will know is it not a fact that 932, I repeat the number

for him again that 932 Jacranda Avenue, Nairobi are the property or that is the property of the Embassy of Pakistan in Kenya..Question No. 3, is it not a fact that the Directors who went to take over the Mill in Kenya are using that as their residence even at this movment?

جناب سرتاج عزیز۔ جہاں تک پہلا سوال ہے، جیسا انہوں نے کہا وہ اس وقت ستمبر میں nominate ہوئے تھے but he had not joined, he joined much later تو I was referring to the earlier question کہ یہ جو جنوری کی بات کر رہے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ یہ کنٹریکٹ حدیبیہ کے نام ۱۹۹۷ء میں منظور ہوا تھا۔ قدوائی صاحب کی تقرری ستمبر ۹۸ء میں ہوئی اور agreement آنے میں دو ماہ لگے۔ اس لئے وہ دو ماہ بعد پہنچے۔ to say that he has been sent to look after the business interest, this is totally wrong.

Mian Raza Rabbani: What was the exact date of his joining.

Mr. Sartaj Aziz: I don't know the exact date may be 6-7 weeks after September.

Mian Raza Rabbani: Sir, before January, before the deal was finalized.

Mr. Sartaj Aziz : The incident refers to a labour trouble while taking over and therefore those dates do not coincide. The more important point is that he has not been appointed there to look after the business interests, I think they are forgetting their own record. I can prove it that they appointed an Ambassador in UAE to do the money laundering for Mr. Zardari.

Mian Raza Rabbani: Sir, name him and we are at the moment concerned with this question.

Mr. Sartaj Aziz: Chaker Ali Junejo.

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین! جواب بڑا simple ہے جو انہوں نے دینا ہے۔ یہ فرما رہے ہیں کہ وہ ستمبر میں nominate ہوئے ہیں ' negotiations نومبر میں شروع ہوئیں ' ان کے بقول دو مہینوں کے بعد انھوں نے takeover کیا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ final negotiations پھر بھی نومبر میں شروع ہوئیں ۔ یہ پاشا کی statement ہے میری statement نہیں ہے ۔ پاشا نے کہا ہے نومبر ' انھوں نے کہا ہے کہ ستمبر میں وہ nominate ہوئے اور دو مہینوں کے بعد انھوں نے takeover کیا ۔ چلیں دو مہینوں کے بعد بھی کیا تو نومبر میں جب negotiations شروع ہوئیں تو he was there جب جنوری میں negotiations finalize ہوئیں تو he was there اور کیا Embassy 932- Jeckrunda Avenue کی پراپرٹی ہے یا نہیں اور کیا وہ وہاں پر ڈائریکٹر رہے بھی ہیں یا ابھی بھی رہ رہے ہیں یا نہیں۔ میرا یہ سوال ہے اور یہ اس کا جواب نہیں دے رہے۔ he is hedging around.

Mr. Sartaj Aziz: You can not ask me such questions, I do not know how the question is relevant.

Mian Raza Rabbani: Sir, this is a related question, how is it a separate question?

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, the question is very simple that what are the qualifications and that has been given.

Mr. Deputy Chairman: It has nothing to do with this question. If you want to put such questions, you should make a fresh question.

Mr. Raza Rabbani: Sir, he is the Foreign Minister , he should know what is the property of the embassy.

Qazi Muhammad Anwar: Sir, what we are interested in is that is Hameed Asghar Qadwai not the main character of Mehran Bank scan, is he not that person who was involved in money laundering and we want its entire detail?

We want its entire report of the Justice Qadeeruddin Chaudhry Commission also.

Mr. Sartaj Aziz: I have offered that. Let the Standing Committee concerned meet and go into this, then they will find out what is the nature of the Mehran scandle and who is responsible for it?

Mr. Deputy Chairman: Please sit down, one at a time.

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں جناب کہ فاضل وزیر نے ایک بڑے سینئر ایڈوکیٹ پر، معتبر شخص پر الزام لگایا ہے۔ میں ان کو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ UAE میں Ambassador تھے اور یہ کرتے تھے، وہ سینئر ایڈوکیٹ ہیں۔ بڑے عزت دار، معتبر صاحب ہیں، اگر وزیر موصوف یہ الزام اس ہاؤس کے باہر دہرائیں گے تو میں ان سینئر وکیل کی جانب سے آپ کو inform کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی جانب سے دس کروڑ روپے کے ہرجانے کا دعویٰ ہو گا کیوں کہ یہ money laundering کا الزام بالکل غلط ہے، عدالتوں میں یہ سارے معاملات زیر سماعت ہیں۔ ان کو یہ الزام واپس لینا چاہیئے یا باہر لگائیں گے تو ان کے اوپر اس کے ہرجانے کا دعویٰ ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب جناب کافی سوال ہو گئے ہیں۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب میں ایک request کرتا ہوں کہ

47 and 48 are very important questions. The honourable Minister for Health is not available today and these questions should be deferred so that, the Minister for Health should be available.

میری آپ سے simple request ہے کہ سوالات نمبر 47 and 48 should be deferred

Mr. Deputy Chairman: They are deferred.

یہاں پر question hour ختم ہو گیا ہے۔

جناب ساجد میر: جناب چیئرمین، یہاں پر questions نہیں کئے جاتے تقریریں ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، ڈاکٹر صاحب please بیٹھ جائیں - چلیں جی ساجد میر '
Question No. 45,

45. **Mr. Sajid Mir:** Will the Minister for Science and Techology be pleased to state whether it is a fact that the National Institute of Silicon Technology has developed the technology to produce Solar Cells at cheap rates, if so, whether there is any proposal under consideration of the Government to produce these Cells on commercial scale?

Syeda Abida Hussain: Yes, The National Institute of Silicon Technology has developed the technology to produce Solar Cells at comparatively cheaper rates. NIST has submitted a proposal to Government for limited scale production of Solar Cells which is under process. However, the Institute will welcome the Private Industrial Sector to come forward for the commercial production of Solar Cells in collaboration with NIST.

جناب ڈپٹی چیئرمین- جی supplementry question-

جناب ساجد میر، کیا یہ درست ہے کہ بعض کمپنیاں اور ادارے پاکستان میں solar cells import کرنا چاہتے تھے اور ان کو نفع فوری کا موقع دینے کے لئے پاکستان میں solar cells بنانے کا کام اب تک شروع نہیں ہو سکا۔ کیا یہ بات درست ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی منسٹر صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو، Fresh question دے دیں تو میں پتہ کرواکر ان کو بتا دوں گا۔

جناب ساجد میر، جناب چیئرمین' اس question پر میرے اور بہت سے سوال ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بہتر یہ ہے کہ اس کو ڈیفر کر دیں۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ اب اگلا آئٹم ہے راجہ اورنگزیب صاحب کا privilege motion, راجہ صاحب۔

+46. ***Mr. Sajid Mir:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to stat the number of Cultural Centres of Iran in Pakistan, and those of Pakistan in Iran?

Mr. Sartaj Aziz: (i) Iran: Seven

(ii) Pakistan: None

(47 and 48 are deferred)

49. * **Mr. Habib Jalib Baloch:** Will the Minister for Industries and Production be pleased to state:

(a) the production capacity and present production of Pakistan Steel Mills;

(b) the profit earned or loss suffered by the mills during the last five years with year-wise break-up;

(c) the reasons for the said loss, if any; and

(d) whether there is any proposal under consideration of the Government to build a Steel Mills at Chaghi?

Minister for Industries and Production:

(a) Annual Production Capacity= 1,1000,000 M. Tons

Present Production July, 98 to Jan, 99 464,709 M. Tons

(b) Profit/(Loos) -- Rupees in million:

July-- Dec. 98, 97-98 96-97 95-96 94-95 93-94

\+ *The question hour is being over the remaining questions and their answers will be place on the table of the House.*

(Prov)

(685) (1,425) (2,477) 731 96 879

(c) Reasons for Losses 1996-97:

(i) The average reduction in sales prices of Steel product was about 11% over 95-96 which contributed loss of around 15 (billion).

(ii) Previous Management had imported poor quality Pig Iron and Slab at exorbitant prices. Losses on this account was estimated at Rs. 633 (million).

(iii) Increase in cost of imported inputs due to devaluation of Pak Rupee against Dollar.

(iv) Purchases in large quantity and at very high rates such as Ferro Alloys, aluminium and Refractory etc. Which increased cost significantly and estimated loss on this account is about Rs. 282 (million).

(v) Increase in process of utilities i.e. Natural Gas, Power and Water.

(vi) the increased financial charges due to lquidity constraints.

1997-98

1. Production was kept low due to:--

(a) Critically low inventory level of Raw Material as required funds were not available.

(b) Deteriorating conditions of Plant due to delay in Repair/Maintenance on account of shortage of funds.

2. In view of liquidity constraints Pakistan Steel could not redeem the instalments of PTCs and could also not pay return on PTCs resulting a panel interest of Rs. 357 (million).

3. Increase in cost of imported inputs due to devaluation of Pak Rupee against Dollar.

July 98-- December, 98

(i) Shortage of imported Raw Materials due to Foreign exchange problems and non-confirmation of our L.C.'s by Foreign banks.

(ii) Deteriorating condition of Plant due to delay in mandatory repairs and maintenance on account of shortage of funds.

(iii) Capital repair of Convertor No. 2 and mini capital repair of Covertor No. 1.

(d) There is no such proposal under consideration of this Ministry to establish a Steel Mill at Chaghi.

51. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Health be pleased to state the details of increase in percentage in the prices of medicines since 1-7-98?

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: No increase in percentage in the prices of medicines has been allowed since 1-7-1998. The last price increase was allowed with effect from 1-11-1996.

PRIVILEGE MOTION: Re: INSULTING ATTITUDE OF AN OFFICIAL WITH A PARLIAMENTARIAN.

راجہ اورنگ زیب: بسم اللہ الرحمان الرحیم

I beg to move that my privilege as a member of the Senate has been breached and request that the motion may be taken up immediately.

Today, today mean yesterday, I was invited by Overseas Pakistanis Foundation (OPF) in a function in Community Centre Aabpara, Islamabad. When I reached in the Hall, there was no proper seating arrangement for the members of the

Parliament. However, I occupied one of the vacant seats in the front row. In the meantime one Mr. Israr Ahmed Khan, Director OPF who was sitting next to me, insulted me and asked me to vacate the seat. I introduced myself to the said Director but despite that his attitude was contemptuous and used such disgraceful language against me which can not be disclosed in this August House. The said Director has deliberately insulted me in presence of Secretary Labour and M.D. OPF who are witness to the said ugly incident. This has lowered my image in the eyes of public present in the Hall and has also infringed my privilege as a member of the Senate. I, therefore, move that the motion be admitted and referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges for taking a stern action against the said official.

جناب اعتزاز احسن : جناب چیئرمین' میں راجہ صاحب کی بات کو کاٹنا نہیں چاہتا۔ بہت اہم بات ہے۔ راجہ صاحب ' گیلری میں کچھ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ۔ چیئرمین صاحب ' آپ اس بارے میں دریافت کریں۔ غالباً وہاں کوئی stranger ہے یا غیرمتعلقہ افراد ہیں کیونکہ سارے پریس والے تذبذب میں ہیں۔ وہاں بھی کوئی ایجنسی والا گھس گیا ہے۔ کچھ پتہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین:جی ہم نے آدمی بھیج دیا ہے۔ They will let us know. جی

Minister concerned. Yes, Minister concerned, do you want to oppose it? Minister concerned! Do you oppose this?

شیخ صاحب آپ اس کو oppose کرتے ہیں۔

شیخ رشید احمد : جناب میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ جو 17 تاریخ کو پیش آیا' یہ غلط فہمی کی بنا پر ایسا ہوا ہے۔ میں بھی اس function میں تھا جو لوگ غیر ممالک میں محنت کرتے ہوئے فوت ہوجاتے ہیں' ان کے لئے ہم نے انتالیس لاکھ روپے رکھے ہیں۔ جس میں معاوضے کی رقم بیس ہزار روپے ہے اس کی تقسیم کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میں نے بھی ان سے اس وقت معذرت کی' ہمارے سیکریٹری نے بھی کی' ہمارے ایم ڈی نے بھی کی' اس کے باوجود اگر وہ

زور دیں کہ Privilege Committee میں بھیجی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب راجہ اورنگزیب صاحب۔

راجہ اورنگزیب: میں ہاؤس کے تقدس کے لئے، یہ میری عزت کا، میری ذات کا، اورنگزیب کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس ہاؤس کے ایک ممبر کی حیثیت سے اور اس ہاؤس کی عزت کی خاطر میری یہ اپیل اور درخواست ہے جناب کہ یہ Privilege Motion جو ہے Privilege Committee کے پاس جانا چاہیئے اور پھر وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔

Mr. Deputy Chairman: Since the Motion is not being opposed, it is held in order and stands referred to the Standing Committee.

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! پریس گیلری میں واک آؤٹ ہوگیا ہے اور کوئی نہ کوئی اس میں بات ہوگی۔ میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو دیکھیں۔

Mr. Deputy Chairman: Next item is Adjournment Motion by Qazi Anwar sahib.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Sir, let the press should come because this is very important issue.

Mr. Deputy Chairman: But we have already sent people over there to look into the matter.

جناب الیاس احمد بلور: اس دوران جناب point of order ہی اٹھا لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ adjournment motion کے بعد لیں گے۔

جناب بشیر احمد مٹہ: اس سے پہلے لاجز کا مسئلہ اٹھائیں وہ بہت خراب ہیں۔ جناب آپ تو custodian ہیں سینٹ کے، آپ custodian ہیں House Committee کے، یہاں پر پارلیمانی امور کے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔

میاں رضا ربانی: جناب یہ لاجز کا ایک point of order ہے، وہ take up کرلیں

-please

جناب بشیر احمد مٹہ: جناب آپ سے میں ایک التجاء کرتا ہوں' آپ میری تھوڑی سی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا جی جناب سنائیں۔

جناب بشیر احمد مٹہ: بات یہ ہے کہ جو parliamentary lodges ہیں' جس میں ہم رہ رہے ہیں' آپ Housing Committee کے بھی چیئرمین ہیں' تو یہ بہت خراب حالت میں ہیں۔ وہاں کوئی کھانے کا بندوبست بھی اب نہیں رہا' وہ لوگ بھی بھاگ گئے۔ وہاں cleaning کا بھی کوئی بندوبست نہیں ہے۔ وہاں پر services بالکل ایسے حال میں ہیں جیسے جیل میں آدمی پڑے ہوں۔ میں نے دو دفعہ کمیٹی کی میٹنگ بلائی' کبھی وزیر صاحب تشریف لاتے ہیں کبھی نہیں۔ یہ Parliamentary Affairs کے وزیر ہیں' he is duty bound to look after the comfort, security and facilities provided to the parliamentarians. لیکن ان کو کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ چیئرمین جو ہے CDA کا he is a man appointed by the Prime Minister for other purposes, he is not responsive to the exhortation of the Committee. I have called him twice but he has come there with his ears shut. کیونکہ اس کو تو وہاں سے آشیرواد حاصل ہے پتا نہیں کیسے وہ آگیا ہے۔ پارلیمانی امور کے وزیر کو اتنا تو ہوش ہونا چاہیئے کہ parliamentary lodges آپ نے بنائی ہیں ایسے جیسے دوسرے کیپیٹل میں یتیم خانہ بھی ایسا نہیں ہوگا۔ I am the Chairman of that Cabinet Division Committee, but they have not responded to the exhortations of this Committee, اس میں حکومت کے لون صاحب بھی اس کے ممبر ہیں' بھنڈر صاحب بھی ہیں' وہ بھی آئے تھے۔ ہم نے شرافت کی زبان میں ان سے کہا لیکن انہوں نے کوئی response نہیں دیا۔ ابھی کیونکہ you are happily in the Chair and you are the Chairman of the House Committee of the Senate also and the Parliamentary Affairs' Minister is here. اب یہ مت کہیں کہ میں انکوائری کروں گا اور یہ کروں گا وہ کروں گا۔ آپ ہم سے صاف بات کریں۔ یہاں پر راجہ ظفر الحق صاحب بھی بیٹھے ہیں وہ Leader of the House ہیں' آپ پارلیمنٹ کے لوگوں کے ساتھ کیا مذاق کرنا چاہتے

This is a matter of great shame for this country to keep its parliamentarian in ہیں۔

this situation. آپ کسی سے پوچھیں تو وہ آپ کو ایسی ایسی داستانیں سنائیں گے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جس بارے میں منٹو صاحب نے توجہ آپ کی اور ایوان کی دلوائی ہے اس میں یہ قابل افسوس بات ہے کہ اگر ہاؤس کی کسی بھی کمیٹی کا اجلاس ہو' اور متعلقہ آفیسر وہاں پر نہ آئے تو یہ بہت serious معاملہ ہے۔ اس کا نوٹس لینا چاہئیے۔

I assure him on the floor of this House that the next meeting whosoever is required he will be attending the meeting.

سید تاج حیدر : جناب اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ کیفے ٹیریا بند ہو چکا ہے اور باقی جتنی شاپس ہیں ان کو ہفتے کا نوٹس دے دیا گیا ہے۔ وہ بھی خالی ہو جائیں گے۔ kitchen ختم ہو چکا ہے۔ اس وقت ایک ایمرجنسی situation ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں فوری طور پر کوئی حکم فرمایا جائے۔

Mr. Deputy Chairman: It is already on the floor of the House.

میاں محمد یٰسین خان وٹو : ہم اس کے بارے میں انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ ممبر صاحبان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ ممبر صاحبان اب فرما رہے ہیں' اگر میرے نوٹس میں پہلے آجاتا یا مجھے اطلاع ہوتی تو ہم فوری طور پر ایکشن لیتے۔ کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی اور کمیٹی میں مصروف ہونگے ۔ اگر کوئی ایسا فوری معاملہ ہو تو آپ ٹیلیفون کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی بتا سکتے ہیں۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں ہم فوری ایکشن لیں گے۔

جناب محمد زاہد خان : ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جتنی بھی شاپس ہیں اگر ایک دفعہ وہ لوگ یہاں سے چلے گئے تو یہاں پر کوئی نہیں آئے گا۔ کم از کم اس پر گورنمنٹ کوئی ایسا step لے کیفے ٹیریا بند ہو چکا ہے اور لانڈری وغیرہ سب بند کر رہے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : یہ بات تو ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، یہاں پر لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا کہ we will look in to the matter we will expedite.

جناب محمد اسماعیل بلیدی ، پارلیمنٹ لاجز میں ابھی تک مسجد نہیں ہے، چشمہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، آپ بیٹھ جائیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ ، آپ چیئرمین سے ابھی بات کریں وہ وہاں پر آجائیں۔

راجہ محمد ظفر الحق ، جس دن میٹنگ ہوئی جس کو آپ بلائیں گے ، جس کو بلائیں وہ وہاں پر آجائے گا۔ میٹنگ انہوں نے بلائی ہے۔ میں نے نہیں بلائی۔ ابھی میں جا کر چیئرمین سی ڈی اے سے بات کروں گا اور آپ کو اطلاع دوں گا۔

جناب بشیر احمد مٹہ ، آپ اپنی چیئر سے announce کریں کیبنٹ کے منسٹر صاحب بھی آجائیں چیئرمین اور سب لوگ آجائیں۔ coming Tuesday evening کو ہمارا یہ سیشن ہوگا صبح کو دس بجے یہ میٹنگ رکھتے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی آجائیں، کیبنٹ سیکرٹری بھی چیئرمین بھی، سب آجائیں۔ ہمارے جو ممبر صاحبان ہیں وہ بھی آجائیں، نوٹس کل ایشو ہوگا یا آپ اپنی طرف سے ابھی اعلان کر دیں کہ یہ میٹنگ ہم نے کہ دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، ہوگیا جی۔

جناب بشیر احمد مٹہ ، منگل کو صبح دس بجے ہوگی۔ میری درخواست ہے کہ سب ممبر صاحبان آجائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اقبال حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید اقبال حیدر ، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں، آپ کے توسط سے محترم قائد ایوان نے جن مثبت جذبات کا اظہار کیا ہے اس کا خیرمقدم کرتے ہوئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے جناب قائد ایوان نے سرکاری افسران کی غیر حاضری پر ناپسندیدگی کا اظہار بجا طور پر کیا ہے اسی طرح سے میں قائد ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ تین دن سے یہ اجلاس چل رہا ہے۔ تینوں دن آپ نے نوٹ فرمایا کہ باوجود اس کے کہ rota days کی تقرری پہلے سے announced

ہے۔ متعلقہ وزیر کو معلوم ہے کہ ۱۶ تاریخ کو کس کے سوالات آئیں گے۔ ۱۷ تاریخ کو کس کے سوالات آئیں گے۔ ۱۸ تاریخ کو کس کے سوالات آئیں گے۔ میں قائد ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طریقے سے متعلقہ وزراء اس ایوان کو نظر انداز کر رہے ہیں وہ توہین کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں جہاں سرکاری افسران کو آپ ہدایات دے رہے ہیں' اپنے وزراء کو بھی ہدایت کریں کہ جس دن ان کا question hour ہو ۔ کم از کم اس دن یا اس وقت تو یہاں پر موجود رہیں تا کہ متعلقہ وزراء صحیح طور پر جواب دے سکیں اور وٹو صاحب کے اوپر سارا بوجھ نہ ڈالیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب میں point of order پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شیخ صاحب۔ زاہد صاحب شیخ صاحب کو پہلے موقع دیں پھر ان کے بعد آپ کو بھی میں وقت دوں گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ: جناب والا ! یہ واقعہ اس طرح ہے کہ کل رات 'چونکہ کل سپریم کورٹ میں بہت بڑا فیصلہ ہوا اس حوالے سے ایک اخبار کا رپورٹر میرے پاس آیا اور کچھ باتیں مجھ سے پوچھیں ' میرا ایک چھوٹا سا interview record کر کے وہ واپس جا رہا تھا۔ جب وہ parliament lodges سے نکلا تو agencies کی گاڑی نے اس کو chase کیا۔ اس کے بعد گاڑی کی speed بڑھا کے اس شخص کی گاڑی کے سامنے اپنی گاڑی کھڑی کر دی۔ اس کے بعد اسے باہر اتارا ۔ اس کا چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر اس سے چھین لیا اور اسے گالی گلوچ کی۔ یعنی آپ یہ سمجھیئے کہ اسے دھمکیاں دی گئیں۔ اس کے بعد اسے کہا کہ ہم تم کو دیکھ رہے ہیں ۔ تم بڑے active ہو۔ اس حوالے سے ہم تمہاری وہ خبر لیں گے کہ جس کا حدوحساب نہیں۔ یہ کام اس گاڑی میں موجود تین چار نوجوانوں نے کیا اور اس شخص سے وہ ٹیپ ریکارڈر چھین کر چلے گئے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ کل بھی اور اس سے پہلے پچھلے ہفتوں میں بھی ہم اخبارات کی آزادی کی اور صحافت کی آزادی کی بات کر رہے تھے اور آج یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ چونکہ Interior Minister یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک اخبار جس کا نام "امن" ہے۔یہ آدمی اس کا نمائندہ ہے' میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ concerned Minister for Interior مہربانی کر کے اس واقعہ کی یا تو چھان بین کریں۔ چھان بین کر کے اس کی وضاحت کریں۔ اس کی inquiry کریں۔ وہ تمام لوگ جو اس معاملے میں involve تھے ۔ ان پر کوئی نہ کوئی

action لیا جائے۔ یہ ایک بات میں نے جناب والا! عرض کی ہے۔

اب دوسری بات ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ کراچی ایئر پورٹ پر Air Port Security Force نے سارے پورٹرز کے licences cancel کر دیئے ہیں ۔ وہاں passengers کو بے انتہا inconvenience ہو رہی ہے۔ بے انتہا پریشانی ہو رہی ہے۔ میں ہاؤس کی توجہ دلاؤں گا کہ وہاں لوگ بڑا بڑا سامان لاتے ہیں ' bags لاتے ہیں۔ دوسری طرف انہوں نے سب پورٹرز کے licences cancel کر دیئے ہیں ۔ کوئی پورٹر کسی کا سامان اٹھا نہیں سکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں اپنا سامان اٹھا لوں۔ میں تو ظاہر ہے ایسی عمر میں ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی ضعیف آدمی ہو' کوئی عورت ہو' سفر کرنے جا رہی ہے۔ آپ نے پورٹ سے سب پورٹرز کو ہٹا دیا ہے۔ کیوں ایسا کیا گیا ہے؟ میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف اس کا جواب دیں۔

Mr. Deputy Chairman: Minister concerned. Yes, Zahid Khan Sahib.

جناب محمد زاہد خان: جناب میں بھی پریس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد پھر منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد صاحب وہ دو سوالوں کا اکٹھے کیسے جواب دیں۔چلیں خیر' کہیں۔

جناب محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! جب پریس گیلری سے پریس والوں نے واک آؤٹ کیا تو حکومت کی طرف سے تین معزز اراکین اور اپوزیشن سے میں اور صفدر عباسی صاحب گئے۔ ان کا احتجاج یہی تھا کہ منسٹر صاحبان میں سے' ادھر ہوتے ہوئے بھی' کسی نے یہ زحمت نہیں اٹھائی کہ وہ بھی ان کے پاس چلے جاتے اور ان کی وہ بات سن لیں جس میں یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ہے۔ حق تو honourable members کا بھی اتنا ہی ہے لیکن منسٹر صاحبان کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جب ایسے مواقع آتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ جا کر ان لوگوں کی بات سنیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں اور پھر اس پہ عمل کریں۔ اب وہ صاحبان گئے' ہم گئے ' ہم تو ممبر ہیں' ہم بھی احتجاج میں شریک ہیں' وہ بھی ہیں' لیکن ان وزراء صاحبان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ وہاں جا کر ان کے دکھ میں شریک ہوں۔ جناب والا! میں یہی عرض کرنا

چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ جو زیادتی کی گئی ہے' اس floor of the House پر جو بھی ذمہ دار وزیر صاحب ہیں' نہ تو انفارمیشن منسٹر ہے اور نہ ہی وزیر داخلہ صاحب موجود ہیں ' وہ ذمہ داری اٹھائیں کہ اس ناخوشگوار واقعے کی تحقیقات کی جائے گی اور جو انجینیئز ہیں ان کو سزا دی جائے گی تاکہ آئندہ journalists یا اخبار والوں کے ساتھ جو انہوں نے رویہ روا رکھا ہے' جو ان کو دباتے ہیں' اسے کسی طریقے سے ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین! یہ دو تین سوالات اکٹھے ہو گئے ہیں۔ سب سے پہلے تو اقبال حیدر صاحب نے فرمایا تھا کہ جس وزیر کے سوال ہوتے ہیں یا جس سے متعلقہ کوئی business ہو ' اسے خود یہاں حاضر ہونا چاہیئے ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور I try to ensure کہ جس جس کی باری پر کوئی business ہو ہاؤس میں ' وہ خود یہاں موجود ہوں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جو پریس نے walk out کیا اور جس کے بارے میں دو معزز اراکین نے توجہ دلائی ہے ' وزیر داخلہ یہاں موجود نہیں ہیں ' میں انہیں اس ساری کارروائی سے اور جو واقعہ ہوا ہے ' اس سے آگاہ کروں گا اور میں توقع رکھوں گا کہ وہ اس معاملے کی چھان بین کر کے ہاؤس کو اطلاع دیں گے اور اس بات کا اعادہ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ویسے میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی میں کہوں گا کہ جو بھی concerned Minister ہو ' this is the Upper House, they should come and sit over here and they should answer the questions over here.

جناب آفتاب احمد شیخ، جناب چیئرمین! میری بات porters کے بارے میں تھی کہ ان سب کے لائسنس cancel کر دیئے گئے' ایئرپورٹ پر سامان اٹھانے والا کوئی نہیں ہے۔ اخبار میں ساری تفصیل آئی ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ راجہ صاحب کیا آپ اس بارے میں معلومات کر کے ہاؤس کو آگاہ کریں گے۔

راجہ محمد ظفر الحق : مجھے اس تفصیل کا تو پتہ نہیں ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ مختلف ایئرپورٹس پر مختلف قسم کے انتظامات ہیں۔ اکثر porters کسی ٹھیکیدار کے آدمی ہوتے ہیں اور کئی دفعہ سامان گم ہو جاتا ہے اور کئی دفعہ وہ زیادہ پیسے charge کرتے ہیں' کئی دفعہ ان

کے خلاف شکایات ہوتی ہیں۔ میں اس بارے میں معلومات کر کے بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قاضی صاحب ہم آپ ہی کے مسئلے کو تو اٹھا رہے تھے، آپ تو خود ہی کھڑے ہو گئے۔ جی قاضی صاحب۔

DISCUSSION ON ADJOURNMENT MOTION

RE: SHORTAGE OF "ATTA" in N.W.F.P.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I move this adjournment motion that the business of the House be adjourned to discuss the serious situation prevailing in the province of N.W.F.P. due to non-availability of the 'Atta' in N.W.F.P.

Mr. Deputy Chairman: Yes, concerned Minister.

Mian Muhammad Yasin Khan Watoo: Mr. Chairman, I am here to answer and I will seek your permission to read the report which has been provided.

Sir, the position is that the production of wheat in N.W.F.P. during1997-98 was 1.35 million tons to cater the requirement of 20.693 million population including FATA; and 120 kg per capita per annum comes to 2.566 million tons wheat till 30th April, 1999. To overcome the shortfall of 1.207 million tons wheat MINFA has already provided 1.040 million tons wheat to NWFP Food Department i.e. 0.589 million from imported and 0.45 million tons indigenous wheat from stocks of PASCO. According to information available in MINFA, a total stock of 104643 tons wheat is available with the NWFP Food Department as on 17th February 1999. This stock is sufficient for 21 days requirement of the province. In the meanwhile, despatches of imported wheat

from Port Qasim and stock of wheat procured by PASCO in Punjab are continuing to be supplied to NWFP as per allocation made by the Ministry of Food and Agriculture.

The Federal Government, after taking into consideration genuine requirements of the provinces, makes arrangements of handing over the said quantities of wheat to the respective Food departments. As far as ensuring the adequate quantity of wheat in all parts of the province is concerned, it is the responsibility of the respective provincial governments. There is no disruption in supply of wheat to NWFP from both the sources i.e. imported and stocks procured by PASCO.

The reports about the shortage of wheat" aata "in some parts of the NWFP appears to be circulated by some unscrupulous elements because regular supply of wheat is going on to the province. A quantity of about 350 hundred thousands tons imported wheat is in the pipeline and further requirement of the NWFP will be met by Federal Government.

As regards the lifting of wheat by the NWFP from allocation made by PASCO stock , there is still balance of 165 hundred thousand tons to be lifted by the NWFP upto 17th February , 1999. Similarly, a quantity of 15 thousand tons imported wheat is also likely to be despatched to the NWFP government within next two weeks. NWFP Food department has been authorized to make releases to the floor mills upto 5000 tons per day. Factual position from NWFP Food department was also ascertained wich is as under :-

"Aata" is available in NWFP although its demand in the local market of NWFP has gone up due to presence of large number of Afghan refugees. The reasons are as under :-

(a) As NWFP is dealing in the rationed economy, they have got no market surplus. Consumers immediatey lift whatever quantity of "aata" is given to the dealer , without leaviang surplus for the rest of the day. This factor has also affected the psyche of the consumers which has resulted in panic buying;

(b) Being a lien month period in progress , the local growers have usually consumed their wheat stock and new depend on the market "aata". This also increases the demand in the market. Following action has been taken by the NWFP Food department:-

Food department, under a directive of Ministry of Food, is keeping a close liaison with the District administration and wheat quota is increased according to their demands. All the Commissioners and Deputy Commissioners, District Food Controllers have time and again been requested to keep vigil eye over the movement of "aata" for establishment of check posts at entry points to the tribal areas. Minister for Food and Food department staff are conducting regualr checking of floor mills and action against defaulting floor mills is being taken. 24 sale points in Peshawar and 67 fair price shops in suburbs have been opened by the District Administration. Besides this about 290 dealers have also been nominated in District Peshawar. So, all actions are being taken in the matter and if there is shortage of wheat, as such

لیکن کچھ علاقوں میں اگر کوئی کمی ہے تو اس بارے میں سارے Deputy Commissioners کو، Commissioners اور District Food Officers کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ جہاں کہیں زیادہ demand ہے، اس کو meet کرنے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب جو Minister صاحب نے کہا، بہت افسوس کی بات ہے کہ کاغذات سے لوگوں کے پیٹ بھرنا چاہتے ہیں۔ کاغذات جو ہمارے routine کے work papers ہوتے ہیں وہ آ کے پڑھ لیتے ہیں اور اس سے باہر کے عوام کے پیٹ بھرتے ہیں۔ کمال کی بات ہے جو یہ اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ آٹا کس area میں مل رہا ہے، پشاور جو provincial Headquarter ہے اس میں بھی نہیں مل رہا ہے، باقی areas کی تو بات چھوڑ دیں۔

صرف وہاں پر لوگوں سے پوچھیں، آپ کی حکومت ہے، کسی اور پارٹی کی نہیں ہے۔ آپ کا Chief Minister وہاں بیٹھا ہے اور وہاں پر لوگوں سے ووٹ اس لئے لیے ہیں کہ آپ ان کے مسائل حل کریں گے نہ کہ آپ ان کو بڑھائیں گے۔ جب آپ کسی کو کھانے کے لئے آٹا نہیں دے سکتے تو پھر آپ کس چیز کی حکومت کر رہے ہیں۔ آپ نے یہاں پر اٹک کے پاس ڈاکو بٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ تو ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو آپ نے بنگالیوں کے ساتھ کیا تھا کہ ایک غریب آدمی جس نے یہاں پر آ کے مزدوری کی اور وہ گھر جا رہا ہو تو اس کے بچوں نے اس کو کہا ہو کہ یہاں تو آٹا نہیں مل رہا ہے، ایک بیس کلو کا تھیلا بھی ساتھ لے آئے لیکن وہاں پر جو ڈاکو بٹھائے ہوئے ہیں وہ اس کو نہیں جانے دیتے۔ جب وہ یہاں سے جاتے ہیں وہ چھین لیتے ہیں، اس سے پیسے لے لیتے ہیں۔ آپ ان کو کیا message دیتے ہیں۔ اب جب provincial autonomy کی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جی یہ provincial autonomy کوئی چیز نہیں ہے۔ اب وہاں کے لوگوں کو یہ احساس آپ لوگ دلوا رہے ہیں آپ کے حکمران دلوا رہے ہیں، کہ آیا واقعی یہ لوگ جو بات کرتے ہیں provincial autonomy کی، وہ سلوک ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔

یہاں پر پنجاب میں آٹے کا بیس کلو کا تھیلا 138 روپے کا ملتا ہے، وہی تھیلا بیس کلو ہے وہ وہاں 215 روپے کا ملتا ہے۔ کیا وہ کافر ہیں، کیا وہ پاکستان میں نہیں رہتے ہیں، کیا وہ پاکستان کا حصہ نہیں ہیں۔ آپ ادھر آ کے ہاؤس میں کاغذات پڑھ دیتے ہیں کہ ہم نے اتنا کوٹہ دیا۔ آپ اپنے Chief Minister سے پوچھیں، وہاں کیوں قحط ہے، کیوں ایک چار کلو کے لیے صبح سے شام تک ٹرک کے آگے لوگوں کی لائن ہوتی ہے، کیا وجہ ہے۔

جناب اگر یہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں یا پنجاب کے Chief Minister نے یہاں پر

subsidy دی ہے یا کسی وجہ سے سستا کیا ہے تو وہاں پر اگر ہمارا صوبہ غریب ہے اور ہمارے Chief Minister کے پاس پیسہ نہیں ہے تو آپ ہمیں واپڈا دے دیں ' ہماری electricity دے دیں۔ ہم لوگوں کو رعایت دیں گے'' آپ کی حکومت ہے' آپ کی بھلائی ہو گی' آپ ان کو ریٹ کم کر دیں گے۔ اگر آپ گندم کی بات کرتے ہیں کہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہے تو سوئی گیس بلوچستان میں پیدا ہوتی ہے اور بجلی ہمارے ہاں پیدا ہوتی ہے ۔ اگر بجلی اور پانی نہ ہو تو آپ کی گندم بھی پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں لیکن آپ لوگ جس طریقے سے ان لوگوں کو کارنر کروا رہے ہیں اور اس چیز پر مجبور کرتے ہیں۔ میں دو سال چلاتا رہا کہ مالا کنڈ ڈویژن جس کا بجلی کی پیداوار میں سب سے زیادہ حصہ ہے۔ آپ سال کے بارہ مہینے وہاں دو گھنٹے لوڈ شیڈنگ کرتے ہیں۔ جب وہاں لوگ نکلے اور انہوں نے اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی تو ہمارے ایم پی اے کو تین مہینے آپ نے بغاوت کے کیس میں اندر کیا۔ یہ تو آپ کی حکومت ہے' یہ آپ کی جمہوریت ہے' یہ آپ کی آزادی صحافت ہے کہ آپ کے اخبارات پر پابندیاں ہیں۔ آپ ان لوگوں کو کیا message دینا چاہتے ہیں۔ وہ غریب بندہ بھی آج سمجھ گیا جو یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ provincial autonomy کیا ہوتی ہے جو ان پڑھ تھا جس کو provincial autonomy کا علم نہیں تھا۔

آج آپ نے یہ چار غنڈے ادھر بٹھائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک ٹرک کے لئے پھندا لگایا ہے۔ جب گاڑی گزرتی ہے تو اس کا tyre burst ہو جاتا ہے اور وہ وہاں رک جاتا ہے۔ ایک container جس کا پیچھا آپ کی پولیس کر رہی تھی Attock bridge سے نیچا گرا جس میں دو جانیں بھی ضائع ہوگئیں اور وہ پورا ٹرک آج تک نہیں ملا۔ آپ ان کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں کہ جو آپ نے بنگالیوں کے ساتھ کیا تھا۔ پیٹ کی بھوک کسی کو معاف نہیں کرتی ہے۔ آپ ان محلوں میں آرام سے نہیں بیٹھ سکتے۔ آپ ان کا کسی طریقے سے راستہ نہیں روک سکتے۔ آپ عوام سے روزگار بھی چھین رہے ہیں۔ مہنگائی عروج پر ہے۔ مہنگائی کے باوجود ان کو آٹا بھی نہیں دے سکتے تو پھر کس لئے حکومت چلا رہے ہیں۔ اس صوبے میں بھی آپ کی حکومت ہے' یہاں بھی آپ کی حکومت ہے۔ ایک صوبہ چیخ رہا ہے' جلوس نکل رہے ہیں۔ آپ کا ٹی وی فضول باتوں کو تو بہت کوریج دیتا ہے' ان لوگوں کو بھی کوریج دے جو سارا دن ٹرک کے آگے چار کلو آٹا لینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ جو جلوس نکالتے ہیں ان کا بھی آپ نوٹس لیں

کہ کیا بھوک ہے یا نہیں ، آپ تو محلات میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ کا ایئرکنڈیشن چل رہا ہے تو سب دنیا ٹھیک ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ food منسٹر ہے نہیں۔ وٹو صاحب کو ایک لکھا ہوا کاغذ پڑھوا دیا اور وہ پڑھتے گئے ، اس سے کیا غریب کا پیٹ بھرتا ہے ۔جناب آپ کی وساطت سے فلور آف دی ہاؤس پر یہ کمٹ منٹ دی جائے کہ وہاں پر ریٹ برابر ہو گا ۔ یہ کہتے ہیں کہ اس صوبے میں نہیں ہو سکتا تو اس صوبے کی جو پیداوار ہے اس کی رائلٹی دی جائے تاکہ وہ اپنے عوام کو بھوک سے بچائے۔ان کے جسم تو نہیں ڈھانپ سکتے ،پاؤں میں جوتی نہیں پہنا سکتے ،کم از کم پیٹ کے لئے تو اس کو رزق دے دیں۔وہ بھوکے تو نہ مریں۔آپ کے محتاج تو نہ ہوں۔آپ کے آگے ہاتھ تو نہ پھیلائیں ۔یا تو ان کو اجازت دیں اور اجازت کے ساتھ ان کی آمدنی کا اختیار بھی ان کو دیں۔ آپ کی حکومت ہے ۔ واپڈا کی ، گنے کی اور تمباکو کی بھی رائلٹی دیں۔جب دے دیں گے تو وہ خود اپنے عوام کو سکھی رکھے گا۔آپ فلور آف دی ہاؤس پر یہ وعدہ کریں اور اس وقت وہاں جو قحط کا سماں بنا ہوا ہے وہ بھی ختم ہونا چاہیئے ۔ بہت مہربانی ۔

(اس مرحلے پر جناب خدائے نور صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب عالی ! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج آپ چیئر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں آپ کے سامنے اپنے چھوٹے صوبوں کا پرابلم پیش کر رہا ہوں اور یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ سرتاج عزیز صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔سرتاج عزیز صاحب کے ہونے سے مجھے بڑی مدد ملے گی کیونکہ یہ open economy کے بہت بڑے ایڈووکیٹ تھے اور not from today بلکہ جب یہ فوڈ منسٹر تھے تب بھی میری ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔اس وقت بھی سرتاج عزیز صاحب یہی کہتے تھے کہ open economy ۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس ملک میں پنجاب ایک بڑا بھائی ہوتے ہوئے چھوٹے صوبوں کے ساتھ کیوں سوتیلی ماں والا سلوک کر رہا ہے۔ کیا مجھے یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سوئی گیس جو کوئٹہ، بلوچستان میں پیدا ہوتی ہے، اس کا ریٹ بلوچستان میں سستا ہے۔ کیا پٹرول جو سندھ میں پیدا ہوتا ہے، کیا پٹرول کا ریٹ سندھ میں سستا ہے۔ کیا بجلی جو ہمارے صوبے پختون خواہ میں پیدا ہوتی ہے، اس کا ریٹ وہاں پر سستا ہے۔ نہیں، اور یہ پہلا سال ہے ، جب سے پاکستان بنا ہے گندم کا ریٹ پورے پاکستان میں ایک ہوتا تھا۔ جب میاں صاحب کی گورنمنٹ آئی اور میاں شہباز صاحب ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے پنجاب

کے عوام پر مہربانی کی، کیا پنجاب کے عوام ہی ان کے ووٹر ہیں؟ کیا پنجاب کے عوام ہی پاکستان ہیں؟ کیا پنجاب ہی پاکستان ہے؟ باقی صوبے پاکستان نہیں ہیں؟ کیا ہم پاکستان کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ کیا سندھ پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟

جناب عالی! سرتاج عزیز صاحب یہاں موجود ہیں یہ ہمیں بتائیں، ضیاء الحق کے زمانے میں بھی یہ وزیر رہے ہیں، کیا پورے ملک میں گندم کا ریٹ ایک ہی نہیں ہوتا تھا۔ کبھی گندم کا ریٹ مختلف نہیں ہوا تھا۔ آج کیوں؟ پنجاب میں ۵۵۰ روپے per hundred Kg گندم دی جاتی ہے اور دوسرے صوبوں میں ۶۶۵ روپے دی جاتی ہے اور میرے صوبے میں تو ۷۰۰ روپے دی جاتی ہے۔ یہاں تھیلے کا ریٹ ایک سو اکتیس روپے ۶۵ پیسے ہے اور یہاں کی مل والوں کو میدہ، سوجی اور چوکر نکالنے کی بھی اجازت ہے۔ لیکن میرے صوبے میں whole mill آٹا دیا جاتا ہے اور ایک سو اکسٹھ روپے وہاں کا ریٹ فکس ہے۔ وہ ایک سو اکسٹھ روپے بھی نہیں ملتا آٹا، اب آٹا دو سو اور دو سو بیس روپے ملتا ہے۔ اور distribution completely with the Government ہے۔ کسی مل اونر کے پاس ڈسٹری بیوشن نہیں ہے۔ ٹوٹل گندم جو ملتی ہے وہ گورنمنٹ اس کو تقسیم کرتی ہے۔ جو اس کے چہیتے ہیں، جو ان کے پرمٹ ہولڈر ہیں، جو ان کے دکاندار ہیں ان کو گندم دی جاتی ہے۔ وہاں کے غریب عوام لائنوں میں کھڑے ہوکر آٹا لیتے ہے۔ میں یہ سمجھ نہیں سکتا ہوں کہ کیوں پاکستان میں ایسے دو yard sticks استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ واحد گورنمنٹ ہے جس نے یہ کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی گورنمنٹ نے نہیں کیا۔ کسی گورنمنٹ نے نہیں کیا اور ایسا ناجائز طریقہ ہے اور یہ جناب آئین کی خلاف ورزی بھی ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب اور پنجاب گورنمنٹ کے قانون کے مطابق پشاور کے لئے کوئی ایک ٹرک نہیں جا سکتا۔ کوئی ایک ٹرک آٹا اور میدہ نہیں لے جا سکتا۔ یہاں میدے کی ۸۵ کے جی کی قیمت -/۸۵۰ روپے ہے اور میرے صوبے میں میدے کی قیمت -/1175 روپے ہے۔ کتنا ظلم ہے اور وہ بھی کیوں؟ سمگل ہو کر جاتا ہے۔ سمگل ہوکر -/1175 روپے میں ملتا ہے۔ وہاں کی بیکریاں اور چھوٹے دکانداروں کے بسکٹ بند ہو گئے ہیں۔ وہاں فائن کی قیمت -/1150 روپے ہے اور یہاں فائن کی قیمت -/750 روپے ہے۔ جناب میں عرض کرتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 151 میں ہے (1) Subject (2) Clause (2), trade and commerce intercourse throughout Pakistan shall be free. جناب دیکھیں یہ اتنا اہم آرٹیکل ہے اس میں تو واضح طور پر لکھا گیا ہے

کہ مجلس شوریٰ جب تک (2) Majlis-e-Shoora (Parliament) may by Law impose such restrictions on the freedom of trade, commerce or intercourse between one province and another or within any part of Pakistan as may be required in the Public interest. میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب مجھے یہ بتایا جائے کہ کس اختیار سے inter provincial movement بند کی گئی ہے۔ جناب میں یہ پوچھتا ہوں کہ کس اختیار سے یہ بند کی گئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت اس کو لیا جائے یا نہ لیا جائے ۔ آپ کی بات اپنی حدتک بالکل صحیح ہے ۔ میں خود بھی اس کی گواہی دوں گا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے غلط ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ کیا اس کو لیا جائے یا نہیں۔

جناب الیاس احمد بلور۔ بالکل جناب آپ حکومت سے پوچھیں کہ اس کو ایڈمٹ کرتے ہیں یا نہیں ۔ میں اس کے بعد بول لوں گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں یہی عرض کروں گا ۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب یہی ایگریمنٹ ہوا تھا کہ یہ admissible ہوگا۔ یہ بات ہوئی تھی کہ اس پر بحث ہو گی۔ میں اسی وجہ سے اس پر بات کر رہا ہوں۔ ورنہ میں بات نہ کرتا۔

(مداخلت)

قاضی محمد انور ۔جناب چیئرمین ' فیصلہ یہ تھا کہ بجائے پوائنٹ آف آرڈر کے اس کو باقاعدہ ایک تحریک التواء کے طور پر پیش کیا جائے ۔ اسی لئے میں نے تحریک التواء پیش کی تھی جس کا نوٹس گورنمنٹ کو دے دیا گیا تھا۔ اب جیسے آپ مناسب سمجھیں تاکہ اس پر بات ہو جائے۔ یہ ایک آدمی کا نہیں پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بات ہونی چاہیئے۔ میں کہتا ہوں کہ بات ہونی چاہیئے۔

قاضی محمد انور ۔ یہ آٹے کا مسئلہ ہے۔ بنیادی ضرورت ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بالکل بنیادی ضرورت ہے۔ جی جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب میں اس کی بات نہیں کر رہا۔ میں ایک صرف

کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل جب چیئرمین صاحب صدارت کر رہے تھے تو اس clarification وقت زاہد خان نے یہ issue اٹھایا کہ آپ ہمیں آٹے کے مسئلے پر بولنے کی کب اجازت دیں گے تو چیئرمین نے واضح الفاظ میں رولنگ دی کہ کل question hour کے بعد آپ کو اس پر discussion کا موقع دیا جائے گا۔ چیئرمین صاحب کی رولنگ موجود ہے جس کو override نہیں کیا جاسکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کی رولنگ ہے کوئی؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب والا! overriding نہیں کر رہے ۔ جناب والا! عرض یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو یہ مسئلہ اہم ہے اور اس کی طرف فاضل ارکان نے توجہ دلائی ہے۔ میں نے حکومت کی طرف سے بھی پوزیشن واضح کر دی ہے کہ اکیس دن کی گندم تو وہاں موجود ہے لیکن ساتھ ہی صوبائی حکومت کو بھی ہم instruct کر دیں گے کہ وہ دیکھیں کہ اگر کسی جگہ پر دقت ہے تو وہ اس کی movement کے لئے انتظام کریں تاکہ صوبے کے کسی حصے میں بھی آٹے کی قلت پیدا نہ ہو ۔ عرض یہ ہے کہ اگر اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے مزید گندم بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے فاضل ارکان کو یقین دلاتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ اس سلسلے میں سارے مناسب اقدامات کرے گی تاکہ وہاں آٹے کی یا گندم کی قلت نہ آئے۔ جی البتہ ایک چیز---

جناب الیاس احمد بلور۔ مجھے اجازت دیں چیئرمین صاحب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اسی پر جو انہوں نے کہا۔ کیا آپ---

جناب الیاس احمد بلور ۔ جناب ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں ۔ یہاں آپ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے admit کر لیا ہے۔ Let us speak for this, sir. یہ تو بڑا important issue ہے ' قومی issue ہے ۔ میں تو صرف ایک بات کہتا ہوں کہ یہ فرماتے ہیں کہ 120 دن کا کوٹہ وہاں موجود ہے ۔ جناب میں ان سے یہ پوچھتا ہوں 'میں بار بار یہ بات کہوں گا ' سرتاج عزیز صاحب بھی بیٹھے ہیں ' پاکستان میں ہمیشہ سے روزانہ ہزاروں ٹرک آٹا پنجاب سے پشاور جاتا تھا ' آپ یہ سرتاج عزیز صاحب سے پوچھ لیں ' ایمانداری سے کہیے کہ کیا یہ ٹھیک ہے یا نہیں ' اور اس کے باوجود جو کوٹہ ہمیں ملتا تھا وہ نہ ملے تو ہماری آٹے کی کھپت

پوری نہیں ہوتی۔ اب یہ جو complete ban لگا ہے اور یہ difference of rate ہے جناب تو میری صرف ایک ہی بات ہے کہ اگر پنجاب پاکستان ہے تو میرا صوبہ بھی پاکستان ہے، سندھ بھی پاکستان ہے، بلوچستان بھی پاکستان ہے۔ اگر یہاں 550 روپے 100 kg ملتی ہے تو باقی صوبوں میں بھی اسی ریٹ پر ملنی چاہیئے۔ میں تو یہ کہتا ہوں اور میں پھر کہتا ہوں کہ inter-provincial movement کوئی provincial government نہیں بند کر سکتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں کر سکتی، بالکل نہیں کر سکتی۔

جناب الیاس احمد بلور۔ مجلس شوریٰ کے علاوہ کوئی بند نہیں کر سکتی۔ تو پنجاب گورنمنٹ نے یہ کیوں بند کی ہوئی ہے۔ جناب میں یہ کہتا ہوں، میری دو باتیں ہیں جناب۔ اگر یہ بات ہے تو مجھے ایکٹ کے تحت میرا پورا profit دیں، مجھے کیوں چھ ارب روپیہ دیا جاتا ہے۔ مجھے بھی میرا منافع دیا جائے۔ فیول سر چارجز ختم کیے جائیں جو سرتاج عزیز صاحب نے لگائے تھے جب وہ فنانس میں تھے اور فیول سرچارج لگایا تھا واپڈا کے لئے تاکہ price بڑھائیں، تو اس سے ہمارا منافع بڑھتا ہے۔ جتنی بھی سوئی گیس کی رائلٹی بنتی ہے وہ دیں ان کو، پھر ہمیں دیں ۔ ہمیں provincial autonomy دیں تاکہ ہم اپنی provincial autonomy کے تحت خود آٹا import کر سکیں، خود wheat import کر سکیں۔ Sir, this is too much. میں صرف ایک بات پر insist کرتا ہوں جو بڑی بات ہے۔ جناب جب تک پنجاب سے آٹا نہیں آئے گا، بات نہیں بنے گی۔ ہمارے صوبے کے جو facts and figures بھائی صاحب نے بتائے ہیں، ہمارے بزرگ منسٹر صاحب نے بتائے ہیں، یہ facts and figures ہم عرصے سے سنتے آئے ہیں۔ جناب ان facts and figures میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کی reasons یہ ہیں کہ یہ جو facts and figures provincial governments کے جو بیان کرتے ہیں وہ غلط ہوتے ہیں، جو estimate لگاتے ہیں وہ غلط ہوتا ہے۔ Population کے مطابق یہ فرماتے ہیں تو population کی کبھی آپ نے determination کی ہے۔ جناب خدا کا واسطہ ہے، یہ بہت زیادتی ہے۔ یہ بہت ظلم ہے اس ملک کے ساتھ اور ہمارے صوبوں کے ساتھ، تینوں صوبوں کے ساتھ ظلم ہے۔ اگر پنجاب میں ایک ریٹ ہے تو وہ ریٹ سارے صوبوں میں ہونا چاہیئے۔ کیوں نہیں ہونا چاہیئے۔ پاکستان میں ساری زندگی ہوتا رہا جناب۔ I am involved in this food item from 1969. اس

وقت سے لے کر آج تک مجھے خوب یاد ہے کہ سارے ملک میں ، پاکستان میں ایک ریٹ wheat کا ہوتا تھا اور یہ first ٹائم ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب نے پنجاب میں ریٹ کم کر دیا ہے ، subsidy دے دی ہے ۔ جناب غذا کے لئے اگر آپ کے پاس پیسہ ہے اور پنجاب کی عوام اگر پاکستانی ہیں تو میرے باقی تین چھوٹے صوبوں کے عوام بھی پاکستانی ہیں۔ جناب میں ان ہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ میں پھر آپ سے یہ پوچھتا ہوں ۔۔ ایک منٹ جی ۔ ان کی جو تحریک التواء پیش ہوئی ہے کیا آپ کو اس پر اعتراض تو نہیں ہے کہ اس پر مزید بحث ہو یا ۔۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جی میں عرض کرتا ہوں ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو بھی مشکلات ہیں ، میں نے عرض کیا کہ ہم صوبائی حکومت کو بھی instruct کرتے ہیں کہ وہ ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ فیڈرل گورنمنٹ۔۔۔

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ بات ختم کر لینے دیں پھر اس کے بعد بولیں۔ اور فیڈرل گورنمنٹ سے وہ کہیں گے کہ ہمیں اس سلسلے میں کوئی مزید اقدام کرنا ہو تو اس کے لئے بھی تیار ہیں لیکن پنجاب گورنمنٹ کے بارے میں یہ عرض ہے پنجاب حکومت نے سبسڈی دی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب والا! پہلے وزیر صاحب کی بات سن لیں ۔ میں اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں پنجاب کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں صوبے نے اپنے وسائل سے سبسڈی دی ہے ۔ اگر صوبہ سرحد بھی یہ سبسڈی دے سکتا ہے تو انہیں دینی چاہیئے۔ میری عرض سن لیں۔جناب والا! جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے لئے مجھے جواب دے دینے دیں۔ عرض یہ ہے کہ اگر کچھ ایسے مسائل ہیں جو ہمارے فاضل دوست محسوس کرتے ہیں کہ متعلقہ وزیر صاحب یہاں آئیں تو میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس stage پر اس کو ملتوی کر دیں ۔فوری جہاں تک ان کا مقصد تھا تو توجہ میں بھی بات

آ گئی ہے ۔ اس کے لئے ہم instruct بھی کر رہے ہیں، مزید ایکشن لیں گے اور پھر اگلی تاریخ میں وزیر صاحب جس دن حاضر ہوں گے۔ وہ سارے ان مسائل کو اپنے angle سے دیکھ لیں گے۔ بے شک اس وقت تک اس کو ملتوی کر دیں، پھر اس وقت جو فیصلہ ایوان کرے گا ۔ اس کے مطابق اس کو take up کریں گے ۔

جناب محمد زاہد خان۔ کیا آپ اس کو admit کرتے ہیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔میں چاہتا ہوں کہ اس کو ملتوی کر دیں ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ بھئی ملتوی کیوں کر دیں۔ جناب! ہم نے کل موشن دیا ہوا ہے ۔ نوٹس ہوا ہے اگر آپ کے وزیر نہیں آتے تو لوگ بھوکے مریں گے ۔ آپ admit کرتے ہیں کہ نہیں۔اس کا آپ جواب دیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔اس کے بارے میں اگر فاضل دوست نے میری درخواست پہلے سنی ہے ، میری بات سنی ہے ، اگر نہیں سنی تو میں دوبارہ دہرائے دیتا ہوں کہ ہم صوبائی حکومت کو بھی instruct کریں گے ۔ پہلے بھی کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اور دوسرے لوگوں سے کہا گیا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب وٹو صاحب بات یہ ہے کہ اب اگر اس پر بحث ہو جائے تو پھر وہ وزیر موصوف بھی آ جائیں گے ۔ لالیکا صاحب بھی آ جائیں گے ۔اس کے بعد جو فیصلہ ہونا ہے ۔ وہ ان کی موجودگی میں ہو گا اور جو رولنگ ہو گی ، ان کی موجودگی میں ہو گی لیکن اگر اس پر بحث ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔جناب والا! یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ آج جو بحث ہو گئی ہے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ میرا خیال ہے کہ بحث تو ہوئی نہیں ہے۔ اس میں اکثر آپ کی طرف سے بھی بولنے والے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔اگر اس کو defer کر دیا جائے اور جس دن وزیر صاحب ہوں گے۔

میاں رضا ربانی۔ یہاں پر میں آپ سے عرض کروں کہ یہ matter دوست چار دنوں سے اٹھا رہے ہیں۔ جس دن سے یہ ہاؤس convene ہوا ہے اس دن سے اٹھا رہے ہیں۔ کل فاضل وزیر صاحب چیئرمین کے چیمبر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ matter کل اٹھنا تھا on a point of order اور پریویلج موشن سے پہلے discuss ہونا تھا۔ آپ بھی وہاں پر تشریف فرما تھے لیکن چیئرمین صاحب نے کہا کہ سیر حاصل بحث کے لئے وزیر صاحب کو نوٹس جانے دیں تاکہ وزیر صاحب ہاؤس میں ہوں، لہذا انہوں نے کل کا مسئلہ defer کر کے آج کیا۔ وزیر کو یہاں پر موجود ہونا چاہیئے تھا۔ اب اگر وزیر صاحب نہیں ہیں تو collective responsibility ان کی ہے۔ اب ان کی وجہ سے ان کا موشن تو defer نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ ٹھیک ہے جی پھر میں نے اپنے دوستوں سے مشورہ کر لیا ہے کہ اس کو admit کر لیں۔ جس دن وزیر صاحب ہوں گے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس پر یہ تو خیر ہے admit تو ہو گیا۔ یہ بتائیں کہ اس پر کتنا وقت بولیں گے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب! وہ دو گھنٹے کا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت مقرر کر لیں گے۔ وہ مشورہ وزیر خوراک سے بات کرنے کے بعد کر لیں گے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب! وزیر خوراک وزیر کے لئے نہیں discussion will take place today. نہیں جناب! discussion will take place today. وزیر اگر سوئے ہوئے ہیں تو یہ ہاؤس کی غلطی تو نہیں ہے۔ The Minister had notice from yesterday. He should be called now. Where is he now?

Mian Muhammad Yasin Khan Watto. He is out of station.

میاں رضا ربانی۔ اگر وہ out of station ہیں تو آپ نے کل کہنا تھا کہ He is out of station. انہوں نے نوٹس لیا ہوا ہے۔ آج کے لئے fixed ہے۔ collective responsibility ہے under the constitution۔ آپ جواب دیں۔ جناب چیئرمین صاحب! The House can not be held hostage to the Minister.

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! سب رول 2 دیکھیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the House cannot be held hostage to the minister. The minister has to make his presence here. He cannot hold the House hostage. The minister cannot scuttle the business of the House.

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں کہ if less than one fourth وہ تو ہے۔ جس وقت یہ اجازت ہو جائے۔

if leave is granted, the motion shall be taken up as the last item for discussion for not more than two hours on such day as soon as possible as the Chairman may fix.

Mian Raza Rabbani: Sir, it was fixed for today.

Mian Muhammad Yasin Khan Watto: No, it was not fixed for today.

میاں رضا ربانی ۔ آپ وہاں پر موجود تھے۔ آپ کے لئے فکس ہوا ہے ۔ ایوان کے اندر یہ بات ہوئی ہے ' چیئرمین صاحب نے کہا کہ آج بحث کے لئے فکس ہوا ہے۔ اب ان کے وزیر نااہل ہیں ایوان میں نہیں آتے تو اس میں ممبرز کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ یہ تحریک التواء آج ٹیک اپ ہو گی ۔ آج ٹیک اپ ہوگئی ہے اور اس پر بحث چیئرمین صاحب بعد میں فکس کر دیں تاکہ متعلقہ وزیر صاحب یہاں موجود ہوں اور اس کو ہم نوٹس دے دیں ۔

(مداخلت)

Mian Mohammad Yasin Khan Watto: It has been taken up today.

Mian Raza Rabbani: No. It was fixed for discussion for today.

Mian Mohammad Yasin Khan Watto: No. No.

Mian Raza Rabbani: Sir, a mis-statement is being made. I was present yesterday, on the floor also Mr. Chairman gave a categorical assurance that it will be taken up.

Mian Mohammad Yasin Khan Watto: It has been taken up.

جناب آپ نے دیکھا ہے کہ انہوں نے تو introduce ہی آج کیا ہے and it has been taken. اس پر بحث وزیر صاحب کے آنے تک ملتوی کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وٹو صاحب آپ کی بات بھی صحیح ہے لیکن وہاں چیمبر میں میں بھی موجود تھا۔ یہ بات وہاں ہوئی تھی کہ آٹے کی تحریک التواء پر بحث ہوگی۔ کل چونکہ کوئی اور بات بھی ہو رہی تھی تو چیئرمین صاحب نے کہا کہ آج کے لئے یہ آپ رکھ لیں لیکن اب چونکہ وزیر خوراک نہیں ہیں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ چلئے جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ہمارے پاس جو جواب موجود ہے ہم نے حاضر کر دیا ہے۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ جس طرح پہلے آپس میں یہ طے ہوا تھا کہ آٹے کا مسئلہ ہے اور Fobes کمپنی کا معاملہ لیا جائے گا لیکن چیئرمین نے کل زاہد خان کے سوال کے جواب میں ایک رولنگ دی تھی اور وہ یہ تھی کہ آج اس پر بحث ہوگی۔ یہ معاملہ ضرور لیا جائے گا۔ جب انہوں نے یہ کہہ دیا ہے اور جس طرح وزیر موصوف کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو میری تجویز ہے کہ اس اہم مسئلے پر، آپ کو پتہ ہے کہ انسان جنت سے اسی گندم کی وجہ سے نیچے آیا' آپ اس کی کاشت کرنے تو دیجئے۔ اس وجہ سے گندم کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ لہذا بحث ہو اور وزیر نوٹس لے لیں جس دن متعلقہ وزیر صاحب آئیں وہ جواب دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ راجہ صاحب آپ اس سلسلے میں میری کچھ مدد کریں۔ میرے خیال میں ان کی بات صحیح ہے۔ اگر اس پر بحث ہو جائے اور منسٹر صاحب کے لئے کل

کے لئے چھوڑ دیا جائے وہ آئیں اور پھر اس کے بعد اس پر کچھ مزید کہنا ہو تو کہیں تو یہ بہتر ہو گا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! مسئلہ خاصا اہم ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن بات یہ ہے کہ یہ discussion meaningful ہونی چاہیئے۔ یہاں جس طریقے سے بات چیت ہوتی ہے اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس میں دو stages ہوتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس معاملے کو ٹیک اپ کیا جائے اس کی admissibility ہو' اس کے بعد پھر مقرر ہو کہ کس وقت اس پر دو گھنٹے بحث ہوگی۔ آٹھ بجنے والے ہیں' اگر اس پر ابھی بحث شروع ہو تو دس بجے تک بحث جاری رہے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں ابھی ہم ان کے لئے ایک گھنٹہ رکھ لیں اور کل کے لئے پھر مزید ایک گھنٹہ کر لیں تو میرے خیال میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہو گی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر ایک گھنٹہ آج بحث کر لیں لیکن ٹائم مقرر کریں۔ یہ نہ ہو کہ تقریریں دو دو گھنٹے یا ایک ایک گھنٹے کی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس میں دس منٹ سے زیادہ نہیں دیئے جائیں گے۔

جناب الیاس احمد بلور۔ میں ایک عرض کرتا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہے' میں بہت عزت کرتا ہوں راجہ صاحب کی' میرے بڑے بھائی ہیں' آپ کی باتیں relevant ہوتی ہیں' میں نے تو کوئی irrelevant بات نہیں کی۔میں تو یہ کہتا ہوں کہ

inter-provincial movement of the flour in the country........

راجہ محمد ظفر الحق۔ بلور صاحب میرے خیال میں سن ہی نہیں رہے he was not attentive, جو میں نے کہا وہ سنا ہی نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ قاضی صاحب! اس پر بحث ہو گی۔ اس وقت صرف ایک گھنٹے کے لئے ہو گی اور ایک گھنٹہ کل ہو گی جس میں وزیرِ موصوف بھی موجود ہوں گے اور اس کا اختتام بھی کل ہو گا۔ ہر ایک کو صرف دس منٹ بولنا ہے' لمبی تقریر نہیں ہو گی کیونکہ

سب دونوں طرف سے بولیں گے۔ طریقہ بھی یہی ہو گا کہ ایک یہاں سے ہوگا اور ایک وہاں سے ہو گا اور آپ ذرا میرے اوپر بھی رحم کریں ، ذرا تسلی سے ، کوئی ایسی چیز نہ ہو ۔مہربانی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ ہمیں یہ assurance دیں گے کہ وزیر صاحب بھی یہاں موجود ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ انشاء اللہ ہوں گے، کل ان کو ہونا چاہیئے۔ اگر وہ نہیں ہیں تو وٹو صاحب اس کو handle کر رہے ہیں۔ اب پتا چلا ہے کہ انہوں نے دو دن کے لئے یہاں آنے سے معذرت کی ہے۔ ان کی معذرت چیئرمین نے قبول کر لی ہے تو اب میں تو اس کو overrule نہیں کر سکتا ہوں لیکن یہ ہے کہ وٹو صاحب بیٹھے ہیں، وہ اس کو deal کر رہے ہیں۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے۔ آپ مزید اس پر وقت ضائع نہ کریں۔ میں قاضی انور صاحب کو floor دیتا ہوں۔

قاضی محمد انور۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا ممنون ہوں ۔ جو موشن میں نے پیش کی وہ میرے صوبے میں آٹے کی نایابی کی ہے ۔ ایک ہوتی ہے قلت اور ایک ہے نایابی۔ جو لفظ میں نے اس میں استعمال کئے ، وہ تھے non availability of the Atta اور اس سے جو صورتحال پیدا ہوئی ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے ۔ میں آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ میرے صوبے میں Law and Order کی situation آٹے کی نایابی کی وجہ سے rioting ہو رہی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے سال بھی ایسا ہوا تھا کہ میرے صوبے میں آٹا کچھ دنوں کے لئے نایاب ہو گیا اور لوگوں نے لوٹ مار بھی کی، یوٹیلٹی سٹور لوٹا کیونکہ ایسی situation میں پھر سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں آپ کی توجہ جس طرف دلانا چاہتا ہوں اس کو ہم سیاسی مسئلہ بنانے کی بات نہیں کر رہے، " اے" سیاسی یا "بی" سیاسی یا ایسا کوئی advantage or disadvantage نہیں۔ میں اسے concern بھی سمجھتا ہوں ، یہ بھی نہیں کہتا کہ اس میں متعلقہ حکام کا concernنہیں ہو گا، یقیناً ہو گا اور وہ چاہتے ہوں گے کہ Law and Order کی situation پیدا نہ ہو۔ ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری تھا اور کوئی غیر متعلقہ بات نہ کبھی کی ہے اور نہ کروں گا۔ایسی irrelevant بات کبھی نہیں کروں گا۔ میں صرف اس subject پر بات کرنا چاہتا تھا اور یہ نہیں چاہتا کہ بیشمار subjects کو ایک subject میں اکٹھا کروں ، یہ بھی نہیں

ہے۔ جناب یہ صرف آٹے کا مسئلہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں خود ہماری ضرورت کے مطابق گندم نہیں ہوتی اور یہ آج سے نہیں بلکہ جب سے پاکستان بنا ہے۔ ہمیں گندم بھیجی جاتی ہے اور گندم کبھی وفاق باہر سے منگوا کر دیتا تھا اور اب ہمیں پڑوسی صوبہ پنجاب سے فاضل گندم منتقل ہوتی ہے۔ جناب کچھ ایسا ہوا کہ inter-provincial movement بند کر دی گئی۔ اس میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ کہا گیا کہ میرے صوبے سے گندم smuggle ہوتی ہے افغانستان، سمگلنگ کو روکنا کس کا کام ہے اور یہ کیوں ہوتی ہے، کن اداروں کی ذمہ داری ہے، کیونکہ جناب آپ جانتے ہیں کہ گندم جب smuggle ہوتی ہے وہ ٹرک سے ہوتی ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ جیب میں ڈال کے لے جائیں۔ سر یہ ٹٹو سے، خچر سے، اونٹ پر اٹھا کے، کم از کم یہ visible طریقے سے جائے گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ ہوا سے گندم چلی جائے۔ اور یہ design سے ہوتی ہے سر اس میں پیسے بناتے ہیں۔ سر ہوا یہ کہ ہم ان کی mercy پر ہیں۔ جب گندم کی ذرا سی shortage آتی ہے تو ذخیرہ اندوزی ہو جاتی ہے۔ اس میں floor mill کا مالک بھی پیسے بناتا ہے، اس میں wholesale dealer بھی پیسے بناتا ہے۔ لوگ چھپا دیتے ہیں۔

دوسری طرف اس کا جو منفی اثر ہوتا ہے وہ لوگوں میں panic ہے۔ لوگوں میں panic کیوں ہو جاتا ہے۔ جناب اگر میری ضرورت بیس کلو ہے تو میں دو من خریدتا ہوں اس ڈر سے کہ گندم کا آٹا نہیں مل رہا ہے۔ panic کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ market میں pressure زیادہ آتا ہے اور جب market میں pressure زیادہ آتا ہے تو اس سے black marketing ہوتی ہے اور اس black marketing سے ایک عام آدمی متاثر ہوتا ہے۔ جناب ہم جیسے وہ لوگ جو باوسائل ہیں یہاں سے اپنی ڈگی میں واپسی میں آٹا لے کے جاتے ہیں۔ میں خود پچھلے ایک مہینہ سے آٹا یہاں سے لے کے جا رہا ہوں۔ تو وہ جو آتے جاتے ہیں وہ تو آٹا لے جا سکتے ہیں لیکن جو main Atta ہے عام آدمی کا اسے روکا جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کی قیادت میں ایک کمیٹی بنی تھی۔ جناب نے خود دیکھا ہے کہ food department والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ Mansar Camp کے پاس انہوں نے لکھا ہوا ہے Check post food department، آپ جب بھی ادھر سے پشاور کبھی جائیں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ ایک Check post food department کا بورڈ لگا دیا ہے۔ اب food department کیا check کرتا ہے، وہ

کہتے ہیں ادھر سے گندم ، آٹا نہیں جائے گا۔ پھر یہ ہوا جناب کہ وہاں پر میرے صوبے میں میدہ بھی بند کر دیا گیا۔ ڈبل روٹی بھی کم ہو گئی۔ اور بیکری والوں نے لکھ کے لگا دیا ، وہاں جی ایک honey bakery ہے اچھی بیکری ہے، پشاور میں، انہوں لکھا ہے "معذرت"۔ چونکہ میدہ نہیں اس لئے ہم quality double roti نہیں دے سکتے ، ہم نے ڈبل روٹی بنانا بند کر دیا ہے۔ بسکٹ والوں نے لکھ دیا "معذرت"، ہم بسکٹ اس لئے نہیں بنا رہے کہ ہمیں میدہ نہیں مل رہا۔ اس لئے آپ نا راض نہ ہوں، اب آپ کو لوکل بنا ہوا بسکٹ نہیں ملے گا۔ جناب یہ صورت حال کچھ دن تک رہی پھر یہ ہوا کہ جلوس اور جلسے شروع ہو گئے۔ اب جلوسوں میں یہ ہوتا ہے کہ Traffic بند رہتی ہے لوگ roads پر آتے ہیں۔ پچھلی دفعہ ہم ان کی حکومت میں شریک تھے، میری موٹر پر پتھراؤ ہوا تھا ادھر سے جاتے ہوئے کیونکہ کوئی یہ نہیں دیکھ سکتا کہ یہ آدمی innocent ہے کہ نہیں۔ پھر جو بھی جاتا ہے پتھراؤ ہوتا ہے۔ اس کو political angle سے نہیں، میں دوبارہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

we don't want to take any political advantage, not from political point. I say it is a very serious question.

اور اس کو for whole time حل کرنا چاہیئے، یہ دیکھنا چاہیئے کہ جناب loop holes کہاں کہاں ہیں۔ اگر آپ ہمیں گندم دے رہے ہیں جیسے یہ کہتے ہیں تو وہ گندم کہاں جاتی ہے؟ اس کو floor mill والا کھا جاتا ہے اس کو whole saler کھا جاتا ہے، اس کو افغانستان کا کوئی کھا جاتا ہے وہ گندم کہاں جاتی ہے۔ آخر میرے صوبے میں shortage کیوں ہے یہ تو کسی سے پوچھیں۔

Why in the newspapers

آپ "جنگ" اخبار دو ، تین دن پہلے کا اٹھا کے دیکھ لیں، جس میں لکھا ہوا ہے کہ fair price shop ناکام ہو گئی حکومت نے fair price shop کی کوشش کی یہ تجربہ ناکام ہو گیا ، آٹا دستیاب نہیں ہے۔ آخر یہ کون کرتا ہے۔ اس کے لئے fact finding committee یہ معلوم کرے کہ

who is responsible ? If I am responsible, please hang me.

میری طرح کے دس اور قاضی انور hang ہو جائیں تا کہ آئندہ ایسا کوئی نہ کرے۔

Who is doing it? Because it is something very serious. I say, this has to be examined. Please examine it from the core of the problem. I am sorry, you have given me ten minutes.

مگر سر ایک اور بدقسمتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ اٹک کو جائیں ، میرے صوبے کے دو حصے ہیں۔ ایک اٹک کے اس طرف، ایک ادھر adjoining Hazara ہے، میرا اپنا تعلق ہزارے سے ہے۔ آپ ہزارے کو جائیں ادھر shortage نہیں ہے، اس side پر check نہیں ہے، check اٹک کراس پر ہے۔ اب اس سے۔ ہزارہ میں بھی قلت ہے ۔ میں رہتا پشاور میں ہوں۔ میں ہزارے کا ضرور ہوں میں نے یہ کہا ہے کہ ہزارہ ایک حصہ ہے جس کا میں خود باشدہ ہوں لیکن مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ہزارے کی طرف کوئی checking نہیں ہے ۔ وہ اس طرف ہے اگر ہے تو میں یہ کہتا ہوں یہ معلومات کریں کہ ایسا کیوں ہے اور یہ آٹا کہا جاتا ہے جو ادھر سے یہ کہتے ہیں جی کہ آٹا جا رہا ہے، وہاں دکان پر آٹا نہیں ہے ۔ لوگ جناب تھیلے لے کر پھر رہے ہیں ۔ جب انہوں نے قیمتیں آپ کو بتائیں کہ دو سو بیس روپے فی بیس کلو ملتا ہے آٹا ۔ وہ بھی نہیں ملتا ۔ دو سو بیس میں بھی نہیں ملتا وجہ یہ ہے کہ وہ نایاب ہو گیا ہے ۔ پھر شام کے بعد کچھ لوگ بیچتے ہیں وہ اپنے خاص مخصوص گاہکوں کو کہتے ہیں کہ تم شام کے بعد آنا، اس کو مہنگا دیتے ہیں یہ کوئی anarchy type situation پیدا ہوتی ہے اس سے and we want to prevent anarchy میں تو اس لئے کہتا ہوں کہ اس کو ابھی سے مہربانی کرکے take it up,look into the matter and look into this matter without political point of view اس سے نہیں کہ مسلم لیگ کی حکومت ہے ، اے این پی کی حکومت ہے ۔ جس کی حکومت ہے وہ ذمہ دار ہے۔ جس کی بھی حکومت ہے وہ مہربانی کرکے اس کا سدباب کریں ۔ شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ مہربانی۔حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت عام یہ بات چل نکلی ہے اور بنیادی نکتے یہ ہیں جیسا کہ ہمارے بھائیوں نے یہ بات کی کہ پنجاب میں سرکاری گوداموں سے ملوں کو جو گندم مل رہی ہے وہ 550 روپے میں ملتی ہے اور ہماری سرحد کی فلور ملوں کو 700 روپے فی بوری ملتی ہے 100 kg کی اور جو میدے اور آٹے کی

shortage وہاں ہے' وہاں تمام مل آٹا قرار دیا گیا ہے ۔ہمارے محترم قاضی انور صاحب نے یہ کہا کہ ہزارے میں shortage نہیں ہے ۔ ہزارے میں ہے اور ہماری ملوں کو جو ہزارے کی ہیں 12body یا 6body یا 8body ان کو دو سو بوری روزانہ گندم مل رہی ہے ۔پشاور میں 410 یا 470 بوری 6 body کی ملز کو مل رہی ہے ۔ اس کے باوجود shortage کیوں آ رہی ہے کہ یہ difference ہے ساڑھے پانچ سو اور سات سو یہ ڈیڑھ سو کا فرق ہے ۔ جس وقت میں اور آپ اکٹھے site inspection کے لئے گئے تو آپ نے دیکھا کہ بیس کلو کا تھیلہ ایک عورت سے پولیس والوں نے چھینا اور اس کے علاوہ وہاں AFC بیٹھی ہے اس کی گاڑی وہاں پر موجود ہے ۔ یہ ابھی یہاں بات چلی کہ ڈپٹی کمشنر اور Food Department جیسا کہ یسٰین وٹو صاحب نے کہا کہ پاسکو نے جو گندم ہزارے میں بھیجی ہے ' چھ کلو سے آٹھ کلو تک فی بیگ میں مٹی بھری ہوئی ہے ۔ وہ ہم نے اپنے Food Minister کو کہا کہ اس کو چیک کرو۔ ابھی ہماری حکومت نے جو گندم لی ہے خیبر بنک کے زریعے LC کھول کر وہ جو سرخ گندم لی ہے جب وہ آئے گی صوبہ سرحد میں تو پھر ہمارا حشر کوئی اور ہی ہو گا۔ میں نے لالیکا صاحب کو کہا کہ جی اس سسٹم کو ٹھیک کریں۔

ہماری میٹنگ میں آپ نے خود دیکھا کہ حالات ایسے بن رہے ہیں کہ اس سے ملوں کو شکایت ہے ۔ اے این پی والوں کی اور ہماری جب مشترکہ حکومت تھی تو اس وقت اتنا بڑا بحران آیا تھا۔ اس کے باوجود ہم نے کنٹرول کیا ۔ ہمارے مل مالکان نے چھتیس فیئر پرائس شاپس پشاور میں قائم کیں ' اس وقت میں President تھا اب مختار محمد خان صاحب ہیں ۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی ہے اور ہم نے crisis سے الحمدللہ اس صوبے کو نکالا تھا لیکن اس وقت یہ crisis آ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سسٹم کوئی نہیں ہے ۔ سسٹم اس لئے نہیں ہے کہ DFC علیحدہ ہے۔ آپ یقین مانیں کہ مل مالکان کے پاس جائیں اور کسی کا جاکر حساب دیکھیں تو وہ بجلی کا بل بھی اس وقت دینے کے قابل نہیں ہیں ۔ دو سو بوری کیا چیز ہے یا چار سو بوری ایک مل 12body یا 18body کو ملتی ہے۔ یہ سسٹم اس لئے ہے کہ ہمیں گندم پورے حساب سے نہیں مل رہی اور پھر بالخصوص جو پنجاب کے اندر سبسڈی دی گئی ہے اور 550روپے 100kg ملتی ہے اور صوبہ سرحد میں سات سو روپے میں ۔ ڈیڑھ سو روپے کا یہ فرق ہے۔ ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ ہمیں سستا آٹا ملے ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے کہا کہ آپ دیر میں یا آگے جائیں پارہ چنار میں جائیں یا فاٹا میں جائیں تو یہ گیارہ بارہ سو روپے تک فی بوری ملتی ہے ۔ وہ بھی 80kg کی مگر اس میں بھی

80kg پورا نہیں ہوتا ۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔ اور فوڈ گوداموں کو چیک کیا جائے۔ آپ یقین کریں کہ ڈی ایف سی یا جو انسپکٹر فوڈ کے ہیں ان کو دیکھیں، ان کے بنگلے یا ان کی کاریں دیکھیں آپ حیران رہ جائیں گے ' ان کی ایک دن کی دس سے بیس ہزار تک کی انکم ہے اور وہ سالہا سال سے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب والا! جب سے پاکستان بنا' یا پاکستان بننے سے پہلے ہمارا ایریا گلیات اور بالخصوص ہزارہ میں 1945ء میں جب اس ایریا کو پنجاب سے آٹا نہیں لے جانے دیا جارہا تھا تو خان عبدالرحمٰن خان عباسی اس وقت وزیر جنگلات تھے انہوں نے ڈونگا گلی والی پائپ لائن کٹوا دی تھی کہ اگر آپ ہمیں آٹا نہیں دے رہے تو ہم آپ کو پانی نہیں دیتے ۔ آج میں نے یہ بار بار کہا کہ جی مہربانی کریں کہ باڑیاں کی چیک پوسٹ اور گھوڑا گلی چیک پوسٹ کو ختم کریں کیوں کہ اس علاقے کی ذرائع آمد و رفت پنجاب کے ساتھ اور خاص طور پر پنڈی کے ساتھ ہے اور ہماری خرید و فروخت بھی اس کے ساتھ ہے ۔ کچھ لوگوں کو پرمٹ دیئے گئے ۔ میں پوچھتا ہوں وہ کن کو دیے گئے' کیوں کہ مجھے کہا گیا کہ 50 پرمٹ NA-12 میں جا رہے ہیں ۔ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کو دیئے گئے ، کس نے دیئے ' اور کس طرح دیئے گئے۔

ہم نے پشاور میں وزیر اعظم صاحب سے کہا کہ جی آٹے کو open کریں اور ان barriers کو open کریں اور بالخصوص اٹک میں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان پر check and balance ضرور رکھیں ۔

جناب والا! اگر ایم پی اے پرمٹ بیچ رہا ہے تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے یعنی مسلم لیگ کی حکومت کا قصور نہیں ہے ۔ جناب والا ! آٹا جو یہاں سے ہزارہ میں جا رہا ہے' اس کو چیک کریں کہ وہ کدھر جا رہا اور کیوں جا رہا ہے ' جو گندم آ رہی ہے اور باہر سے بھی آ رہی ہے اور پاسکو والے بھی دے رہے ہیں ' ان کی گندم غیر معیاری ہے اور اس میں مٹی بھری ہوتی ہے ' وہ قابل استعمال نہیں ہے ۔ اگر اس کو قابل استعمال بنانے کے لئے wash کر کے لایا جاتا ہے تو دس کلوفی بیگ کم ہو جاتی ہے۔ اس ریٹ کو بھی cover up کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ایسے آلات نہیں ہیں کہ ہم یعنی مل والے اس کو cover کر سکیں۔ ان حالات میں رہ کر یہ shortage آ رہی ہے اور یہ میاں محمد نواز شریف کا کام نہیں ہے۔ ہم سب کو مل

بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرنا چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مہربانی۔ شکریہ۔ جی بشیر مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب والا! میں مختصر بات کروں گا۔ سب سے پہلے تو یہ وزراء صاحبان تشریف رکھتے ہیں میں ان کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب چیئرمین صاحب نے ایک رولنگ دی کہ اس پر بحث ہو گی تو پھر وزیر خوراک کے غیر حاضر ہونے کا جواز کیا تھا اور اگر ہم یہ principle اس ہاؤس میں اپنائیں تو وہ کبھی بھی نہیں آئیں گے، کبھی بحث نہیں ہو گی۔ کبھی ان کی کوتاہیاں عوام کے سامنے نہیں آئیں گی ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ طریقہ جو انہوں نے اپنایا ہے اور وہ چلے گئے ہیں ۔ انہوں نے ان کے کان میں کچھ بھن بھنا کر کہا، سرتاج عزیز صاحب تھے، ان کے مشوروں پر عمل مت کریں، انہوں نے اس ملک کے ساتھ کیا کیا اس پر میں detail میں نہیں جاتا لیکن مہربانی کر کے آپ straight line پر چلیں، اس سے آپ کو مفر نہیں ہے۔ آپ حکومت ہیں۔ آپ کے وزیر اعظم صاحب بیٹھے ہیں اور وہ اس قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ آپ اس سے چھپ نہیں سکتے۔

جناب والا! اب میں اس طرف آتا ہوں کہ ہمارے ساتھ اب جو ہو رہا ہے ، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ isolated case ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا حق نہیں دیا جا رہا اور ہمارے وزیراعظم صاحب اور ان کی ٹیم ہمارے صوبے کو سزا دینا چاہتے ہیں اور سب سے اذیت ناک سزا دینا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے غریب طبقے کو بھوک اور افلاس کے ذریعے کچلنا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ! حالت تو یہ ہے کہ جب یہ لوگ امریکہ گئے تو اپنے ساتھ ایک سو لوگوں کی ٹیم لے گئے ۔ وہ کس چیز کے لئے لے گئے تھے وہ Neck Tie کی نمائش کے لئے گئے تھے ۔ ہم یہاں شلوار پہنتے ہیں وہ یہاں پر دھوتی جو اپنا اپنا لباس ہے وہ پہنتے ہیں لیکن وہاں جا کر انھوں نے سوٹ کسنا شروع کئے اور ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ ان کی نکٹائیوں کی چوڑائی تھی اور ٹی وی کے سامنے ہر ایک جاتا تھا۔ انھوں نے جب ان کو دیکھا تو پھر White House میں ان کو admit بھی نہیں کیا بلکہ ان کی وجہ سے بے چارے وزیر اعظم صاحب کو بھی وہاں دو، چار گھنٹے کے لئے بٹھا دیا۔ پھر ان کو ہماری کہاں فکر ہے ۔ ان کو تو اپنے سوٹ ، بوٹ کی فکر ہے ۔ انہیں اپنے بنگلوں اور باغوں کی فکر ہے ۔ اگر آپ ان کو کہیں کہ ہمارے لوگوں کو روٹی نہیں ملتی جیسے

ہمارے محترم قاضی صاحب نے فرمایا کہ ڈبل روٹی نہیں ہے ' یہ بھی ایسے ہی کہیں جیسے کہ فرانس کی queen نے کہا تھا کہ کیک کیوں نہیں کھاتے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اور اپنی ذمہ داری کو سنجیدگی کے ساتھ لیں۔ یہ اب جو ہمارے ساتھ کر رہے ہیں اس کے بہت خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں اور آپ ہماری طرف کسی چیز پر بھی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ ہماری سڑکوں کی حالت دیکھیں۔ کبھی محترم جناب پارلیمنٹری وزیر صاحب پشاور کا سفر کریں۔جب آپ آئیں گے اور جائیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ سڑکوں کی حالت کیا ہے۔ وہ موٹر وے جو آپ نے ہمیں دیا وہ کہاں چلا گیا۔ دوسرے موٹر وے آپ نے وہاں پر کھول دیئے۔ یہاں پر صرف نشان لگا کر چھوڑ دیا اور ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب کو تو پنجاب کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ کھلی کچہری لگاتے ہیں تو ماڈل ٹاؤن میں یا رائے ونڈ میں۔ کوئی بڑھیا ان کے پاس آتی ہے تو کہتے ہیں کہ مائی آپ کو میں نے ایک لاکھ روپے انعام دے دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مٹہ صاحب ' اگر آپ اسی موضوع پر آجائیںتو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔

جناب بشیر احمد مٹہ: میں اس پر آ جاؤں گا لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کی نظر کرم پورے پاکستان پر پڑنی چاہیئے۔ وہ صرف ایک دو محلات کو اور ایک چھوٹے محیط کو دیکھتے ہیں ۔ وہاں لوگ سموسے اڑا رہے ہیں ' گلاب جامن اڑا رہے ہیں ' بسنت منا رہے ہیں تو وہ خوش ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ پاکستان کے جو corners ہیں بلکہ ان کے جو بڑے شہر ہیں ' پشاور جو ہمارے پختونخواہ کی آبادی کا مرکزہے ' وہاں آپ کو آٹا نہیں ملے گا۔ آپ جائیں تو آپ کو پتہ لگے گا۔ وہاں لوگ ہم سے یہ فریاد کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس آٹا نہیں ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ انتظام کو صحیح کریں۔ اگر پنجاب ہمیں آٹا نہیں دیتا تو مرکزی حکومت ہمارے لئے باہر سے درآمد کرکے ہمیں آٹا دے۔ پھر وہاں پر جو ملز ہیں ' ملوں کے مالکان کو آپ گندم دیتے ہیں۔ آپ ان سے آٹا collect کریں۔ ان کے ساتھ ایسا contract کریں کہ آپ ملز مالکان کو جو گندم دیتے ہیں تو ان سے آٹا واپس collect کرکےعوام میں تقسیم کریں۔ آپ نے ان کو ایک دفعہ پرمٹ دے دیا اور ان کو آٹا دے دیا تو وہ خوش ہو گئے اور عوام بیچاروں کو سوکھی روٹی بھی نہیں ملتی۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پشاور میں گندم کی روٹی سب سے مشہور چیز تھی۔ اگر آپ سالن نہ بھی کھاتے اور صرف پشاور کی روٹی کھاتے تو آپ کو خوشی ہوتی تھی۔ اب آپ پشاور میں کسی تنور سے روٹی خرید نہیں سکتے کیونکہ اس میں بھوسی، گھاس اور مٹی ملی ہوئی ہوتی ہے۔

میں وزیر اعظم سے کہتا ہوں کہ وہ براہ راست ذمہ دار ہیں۔ وہ ہمارے صوبے پر بھی وہی نظر ڈالیں جو انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ وہ تو یہ بھی نہیں کرتے کہ یہاں جو مسلم لیگ کے سینیٹرز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، جو ان کے لئے تقریر کرتے ہیں، ان کو وزارت تک نہیں دیتے۔ ایک سینیٹر کو وزارت دی ہے۔ سرتاج عزیز صاحب پنڈی سے elect ہوئے ہیں۔ اس کا تو صوبہ سرحد میں گھر بھی نہیں ہے۔ ان بیچاروں کو وزارت تک نہیں دیتے تو ہمیں گندم دیں اور ان بیچاروں کو وزارت دیں تاکہ ہمارا حصہ برابر ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ویسے سینیٹرز تو ۲ ہیں۔ آپ یہ نہ کہیں۔ صرف سرتاج عزیز صاحب تو نہیں ہیں۔ خالد انور صاحب بھی ہیں اور اپنے راجہ صاحب بھی ہیں۔

جناب بشیر احمد مٹہ: صوبہ سرحد سے تو نہیں ہیں۔ مہربانی جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا وہاں سے۔ ملک عبدالرؤف صاحب۔

ملک عبدالرؤف خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ آٹے کا جو مسئلہ ہے میں نے اس سلسلے میں اس سے پہلے بھی سینٹ کے فلور پر بات کی ہے۔ اس میں ۲، ۳ وجوہات ہیں۔ اگر گورنمنٹ ان کو حل کرنا چاہے تو بڑی آسانی سے کر سکتی ہے۔ سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جو inter-province movement پر پابندی لگائی گئی ہے اس کی وجہ سے تمام صوبے اور خاص کر صوبہ سرحد متاثر ہو رہا ہے۔ آپ کسی بھی چیز پر پابندی لگائیں یا پرمٹ سسٹم جاری کریں تو وہ قدرتی طور پر بازار میں نایاب ہو جاتی ہے اور وہ مہنگی بھی ہو جاتی ہے۔

اس سے پہلے کبھی بھی پاکستان میں یہ نہیں ہوا۔ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے یہ پابندی کا سسٹم نہیں رہا بلکہ یہاں تک میں آپ کو بتاؤں کہ آٹا پنجاب سے صوبہ سرحد میں جاتا تھا تو لینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا اور فلور ملز والے آٹا ٹرک پر لوڈ کرکے بیچنے کے لئے پھرا کرتے تھے۔ میں خود اس سے منسلک رہا ہوں۔ جب سے یہ پابندی لگائی گئی ہے آٹے پر یا گندم پر تو اس وقت سے آج تک یہ مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔ حکومت مہربانی کرکے اس طرف توجہ دے کر اس

inter-province پابندی کو ختم کرے اور جو پرمٹ اپنے لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں یہ نہیں دینے چاہئیں کیونکہ تقریباً ایک مہینہ پہلے ۲۲ ہزار بوری آٹا صوبہ سرحد کو جارہا تھا اور یہ پتہ نہیں کہ وہاں پر کہاں جا رہا تھا۔ سترہ سو بوری میدہ روزانہ پشاور کے لئے پرمٹ دیئے جا رہے تھے لیکن پشاور میں ایک بوری بھی نہیں ہے۔ پتہ نہیں یہ سب کہاں جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو آٹا یا گندم یا میدہ سمگل ہوتا ہے' اس پر توجہ دی جائے' جیسا کہ الیاس بلور صاحب نے کہا ہے یا دوسرے مقررین نے کہا ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو جیب میں ڈال کر لے جائی جاتی ہے' یہ ٹرک میں لوڈ ہو کر جاتا ہے تو بغیر کسی وجہ کے نہیں جاسکتا۔ اس پر پابندی لگائی جائے سختی کے ساتھ کہ جو افغانستان کا نام لے کر روس کی ریاستوں میں جاتا ہے۔ تو وہاں پر پابندی ہو اور وہ باہر جائے۔ یہ جو پرمٹ سسٹم ہے یہ ختم کرکے inter-province movement کو ختم کیا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہمیشہ سے' جب سے پاکستان بنا ہے' آج جیسا کہ الیاس بلور صاحب نے بھی کہا ہے کہ گندم کا ریٹ پورے پاکستان میں ایک رہا ہے۔ اب اس دفعہ تو گندم کا پنجاب میں کچھ ریٹ ہے' صوبہ سرحد میں کچھ ریٹ ہے' سندھ میں کچھ ریٹ ہے اور بلوچستان میں کچھ ریٹ ہے تو یہ جو ایک تضاد ہے یہ بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ مہربانی کرکے' یہاں پر وزیر خوراک تو نہیں ہیں' پہلے بھی کئی دفعہ ان کی توجہ دلائی گئی ہے' کہ جو آٹے پر پابندی ہے inter-province اس کو ختم کیا جائے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر آپ پرمٹ سسٹم کریں گے یا کاغذوں پر یہ بتا دیں گے کہ گندم وہاں پر موجود ہے تو اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ آٹے اور گندم پر پابندی ختم کی جائے اور یہی مسئلے کا حل ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی جناب۔ حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ: شکریہ جناب۔ جناب چیئرمین! اس ملک کے اندر گندم کا مسئلہ ہمیشہ سے رہا ہے اور اکثر اوقات اس میں سطحی لحاظ سے کچھ reforms لائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مسئلہ کچھ عرصے کے لئے سدھر جاتا ہے لیکن یہ گندم کا مسئلہ ہمیشہ سے رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن میں دیکھتا یہ ہوں کہ تحریک التواء جنہوں نے

پیش کی ہے وہ تو بول کر سب کے سب چلے گئے ہیں۔ اس وقت جو دلچسپی تھی وہ اب دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ جی جناب فرمائیے جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! یہ dilemma یعنی جس کو آپ wheat dilemma بھی کہہ سکتے ہیں، گو کہ مختلف agrarian packages ملک میں بعض بسا اوقات حکومت دیتی رہی ہے تاکہ باہر سے گندم نہ منگوائی جائے اور internally گندم کو اس حد تک پیدا کیا جائے کہ وہ internal markets میں اس کی دستیابی کو یا ان کی ضرورتوں کو پوری کرسکے لیکن اس وقت گندم جہاں کہیں سے پیدا ہوتی ہے یا منگوائی جاتی ہے یا فاضل گندم پنجاب سے پھر distribute ہوتی ہے مختلف صوبوں میں۔ اس میں تین بڑے problems ہیں۔ پہلا problem ہے politicisation of wheat. اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے پرمٹ سسٹم ہوتا تھا لیکن جب distribution of wheat on political basis کا مسئلہ آجاتا ہے تو اس وقت permits کو اہمیت دی جاتی ہے اور permit بھی ان لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جن کا تعلق گندم کے شعبے سے یا ان کی distribution کے شعبے سے یا management کے شعبے سے کبھی نہیں ہوتا۔ اور چونکہ یہ political bribing ہوتی ہے اور اس میں یہ concept پیدا کیا جاتا ہے کہ کیونکہ پرمٹ اس لئے لیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ پیسہ کمایا جائے۔ جب گندم کی distribution کو commercialised کیا جاتا ہے تو وہاں گندم کی shortage پیدا ہوتی ہے اور جہاں shortage پیدا ہوتی ہے وہاں ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے اور جہاں ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے وہاں market laws operate ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ بازار کے لاز یا market laws یہ ہیں کہ اگر رسد کم ہو اور لوگوں کی ضرورتیں بڑھ جائیں تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور اگر رسد زیادہ ہو اور لوگوں کی ضرورتیں کم ہوں تو اس وقت automatically قیمتیں کم ہوجاتی ہیں۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ پرمٹ سسٹم پر قطعی طور پر بین لگایا جائے جس کو political basis پر دیا جاتا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ میری کچھ تجاویز بھی ہیں، اگر راجہ ظفر الحق یا وزیر صاحب، پتہ نہیں میری تجاویز تو نوٹ نہیں ہو رہی ہیں، شاید ریکارڈ ہو رہی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق: وزیر صاحب کا ایک خاص آدمی بیٹھا ہوا ہے جو نوٹ کر رہا ہے۔

جناب حبیب جالب بلوچ: ٹھیک ہے جی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پرمٹ یا گندم کی distribution کے چند mafia اس ملک میں شروع سے رہے ہیں جیسے کہ بلوچستان میں شہریز خان کے بارے میں مشہور تھا۔ جس کے خلاف کئی کیسز بھی چلے ۔ اسی طرح پختونوں کا صوبہ ہے اس میں بھی اور اسی طرح باقی جگہوں بھی یہو رہا ہے۔ ان علاقوں میں اور خود پنجاب کے اندر بھی گندم مافیا ہے ۔ اس گندم مافیا کو توڑنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اس کو legalise کیا جائے اور جس طرح frame دیا گیا ہے اس میں ہمیں قانون سازی بھی کرنی ہوگی۔ تیسری بات یہ ہے کہ خود گندم ڈیپارٹمنٹ لانے ، لے جانے اور distribute کرنے والے اور پتہ نہیں کیا کچھ ہوتا ہے۔ میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تاج حیدر صاحب ۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب میرے وقت میں آپس میں discussion مت کریں۔ اچھا خود departmental reform کی ضرورت ہے ۔ departmental reform آپ قطعاً نہیں لاسکتے ۔ احتساب سیل active ہے اس کو محکمہ خوراک میں بھی active ہونا چاہیئے۔ ایک قانون لانا چاہیئے کہ ہر شخص یہ ثابت کرے کہ اس کے پاس یہ بنگلہ اور یہ پراپرٹی اور تمام ملکیت جو پیدا ہوئی یہ وہ کہاں سے لایا ہے۔ He has to prove یعنی accused کو ثابت کرنا ہو کہ وہ کہاں سے لایا ہے۔ prosecution اگر prove کرنے کی کوشش کرے تو وہ prove نہیں کرسکتا کیونکہ جو پینے والا ہوگا' کھانے والا ہوگا' وہ foot print جو ہونگے ' وہ نشانات جو بھی ہونگے اس کو بھی مٹاتے ہوئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ آپ نے دیکھا کہ کبھی کبھار گندم کے محکمے کے اندر' محکمہ خوراک کے اندر کبھی کبھار آتشزدگی ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ساری فائلیں جل گئیں۔ سارا ریکارڈ جل گیا۔ بہترین یہ ہے کہ محکمہ خوراک کے لئے' محکمہ خوراک کے ایک کلرک سے لے کر اس کے ایک ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر تک' ان کے لئے خاص قانون سازی کی جائے۔ ہمارے وزیر صاحبان تو ایک دو سال کے لئے آتے ہیں' وہ جلدی جلدی کرتے ہیں اور ان پر بہت سی ڈیوٹیاں لگا دیتے ہیں ۔ ان سے یہ کہا جائے کہ ان کے لئے ایسی قانون سازی کی جائے کہ وہ ثابت کریں کہ انہوں نے یہ پراپرٹی کہاں سے حاصل کی ہے۔ یہ بہت مفید باتیں ہیں اور نئی باتیں ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کیوں کہ میں سنگلاخ پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میری باتیں شاید درست ہیں

لیکن حقیقت سے ذرا نزدیک ہیں کیونکہ یہی گندم کا مسئلہ تھا کہ جس نے انسان کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔ اب انسان بیچارہ یہاں ٹٹول رہا ہے، گندم اس کو کہیں سے نہیں ملتی۔

دوسرا جو مسئلہ ہے، ایک set of the problem جو میں نے آپ کو بتایا ہے departmental reforms۔

حاجی جاوید اقبال عباسی : جناب چیئرمین یہ ہماری خوش فہمی ہے کہ راشدی صاحب کا رخ بھی اس طرف آرہا ہے ۔ امید ہے یہ بہت جلد ادھر آجائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شاید ہو سکتا ہے ۔

جناب حسین شاہ راشدی : میں یہاں ------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ یہاں سے نہیں بول سکتے۔

جناب حبیب جالب بلوچ : دیکھیں مجھے دو منٹ اور مل گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی جی فرمائیے جی۔

جناب حبیب جالب بلوچ : تو ایک set of the problem میں نے آپ کو بتا دیا ہے ۔یہ جب تک حل نہیں ہو گا یہ problem رہے گا۔ دوسرا set of the problem کیا ہے وہ ہے سمگلنگ ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب ذرا wind up کر لیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ : wind up کر رہا ہوں۔ دوسرا set of problem ہے سمگلنگ کا کوسٹ گارڈ کی ڈیوٹیاں بلوچستان کے ساحل پر اب نہیں ہیں۔ ان کو اب تین سو کلو میٹر دور کسی کو دو سو کلومیٹر دور اوتھل میں ڈیوٹی دے دی گئی ہے۔ یہ جتنی ایف سی ہے یا پیرا ملٹری فورسز ہیں یا یہ جن کے ہاتھ ابھی تک رشوت میں اچھی طرح نہیں رنگے ہوئے ہیں ان کو بجائے civil matters میں involve کرنے کے، ان کی ڈیوٹی بارڈر پر لگا دی جائے اور وہ کوٹہ جو افغانستان کے لئے مختص ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ افغانستان کے لوگوں کو کیونکہ وہ جنگ میں ہیں ان کو گندم نہ دی جائے۔ ان کے لئے جو مخصوص کوٹہ ہے اس کے علاوہ ایک دانہ بھی اگر جائے انکے جو کمانڈر ہیں They shell be responsible جب تک ایسا نہیں کیا جائے ۔ یہ نہیں کہ آرڈر کئے جائیں، بھئی روک دیں۔ بلکہ responsible قرار دیا جائے ۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو یہ کیا

جائے گا۔ اس طرح سے سمگلنگ رک جائے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی شکریہ۔

جناب حبیب جالب بلوچ: اور تیسرا set of the problem وہ ہے inter provincial trade اور جو ذخیرہ اندوز ہیں ان کا بھی ایک حل ہے interprovincial trade جب آپ open کر دیں گے تو ذخیرہ اندوزوں کی کارروائی کمزور ہو جائے گی۔ ہمارے ہاں ایک مثال مشہور ہے کہ ہمارے دہقان کا غلہ جب ختم ہو جاتا ہے تو وہ چوہوں کے بل کو کھود کر کوئی دو من یا تین من تک غلہ حاصل کرتے ہیں۔ تو جب بھی غلہ کی shortage ہو، تو آپ ان چوہوں، مطلب یہ ہے کہ ذخیرہ اندوزوں کے گوداموں کو ذرا چیک کر لیا کریں۔ خاص کر ان فلور ملوں کے گوداموں کو بھی چیک کیا کریں تا کہ وہ گھاس پھونس، اس میں mix نہ کریں۔ ان کو آپ چیک کریں گے تو بہت کچھ ملے گا۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی دلاور خان صاحب۔

حاجی دلاور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ کیونکہ یہاں پر آٹے کی بات شروع ہوئی ہے تو ہمیں بھی بھوک لگ گئی ہے۔ جناب چیئرمین! دراصل بات یہ ہے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ ہم صرف اپنے صوبے کی بات نہیں کرتے اور نہ ہی کسی اور صوبے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ جس طرح پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے ایک قانون چلا آ رہا تھا۔ یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ صوبہ سرحد میں گندم یا آٹے کا ایک ریٹ ہو، کراچی میں کوئی اور ریٹ اور بلوچستان میں اور ریٹ ہو۔ صرف کرائے کا فرق ہوتا تھا۔ ٹرانسپورٹ کا فرق تھا۔ ریٹ سب جگہوں پر ایک تھا۔ ٹرانسپورٹ کا بے شک پانچ، دس یا بارہ روپے زیادہ ریٹ تھا۔ جناب آپ یقین کریں ایک مزدور صبح قطار میں کھڑا ہوتا ہے، دو بجے تک کھڑا رہتا ہے۔ ویسے تو یہ بھی مشکل ہے کہ اسے کام مل جائے۔ اگر کام مل جائے تو وہ کیا کرے گا۔ پچاس یا ساٹھ روپے معاوضے پر وہ سارا دن محنت کرتا ہے۔ وہ ساٹھ روپے بھی ضائع ہو جاتے ہیں، کسی کام کے نہیں۔ میں صوبہ سرحد کی بات کر رہا ہوں۔ میں کئی دفعہ خود کوسٹر پر چھپ کر آتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بھئی یہ کوسٹر میں پھرتا ہے۔ ہم لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔

جناب آپ یقین کریں کہ صوبہ سرحد کے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اور صوبہ سرحد کی

حکومت اس سے زیادہ زیادتی کر رہی ہے۔ جناب میں نے چیف منسٹر کو دیکھا ہے۔ میں خود صوبائی ممبر بھی رہا ہوں۔ جب کبھی صوبے میں کسی چیز کی کمی ہو جاتی تو فوراً دوسرے صوبے سے وہ چیز منگوائی جاتی تھی تاکہ اس ضرورت کو پورا کیا جائے۔ اب آپ یقین کریں کہ صوبہ سرحد کی گورنمنٹ جو subsidy دے رہی تھی وہ ختم کر دی ہے۔ یہ ۲۷ روپے فی بوری تھی۔ صوبہ سرحد کی فلور ملوں کو جو subsidy مل رہی تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔ اب ریٹ بھی ۶۲۵ روپے مقرر کر دیا گیا ہے۔ باڑہ کی فلور مل کو ۳۱۰ بوری دیتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے میں صرف دو گھنٹے مل چل رہی ہے۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ گورنمنٹ کے کاغذات میں صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین کی تعداد تقریباً ۳۰ لاکھ سے above ہے۔ صوبہ سرحد کو بھی آپ چھوڑیں۔ بنوں، پشاور، کوہاٹ اور مالاکنڈ کے علاقے میں پندرہ لاکھ سے زیادہ مہاجرین ہیں۔

جناب آپ وہاں جائیں۔ لوگ قطاروں میں آٹے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دکانوں اور سٹوروں پر لوگوں کی قطاریں ہوتی ہیں۔ ان قطاروں میں دو پاکستانی ہوتے ہیں اور اٹھارہ افغانی ہوتے ہیں۔ ان افغان مہاجرین کو ضرور راشن دینا چاہیے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ہمارے مہمان ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ ایک اور الزام ہمارے سر پر لگاتی ہے۔ آپ یقین کریں جیسے کہ زاہد صاحب نے کہا ہے، میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک ایک بوری، ایک ایک تھیلا، اٹک میں اور دوسرے راستوں میں بسوں سے، ٹرکوں سے اتارا جاتا ہے۔ صوبہ سرحد پاکستان کا ہی حصہ ہے۔ صوبہ سرحد نے پاکستان کے لئے قربانی دی ہے۔ پھر فاٹا میں بیس ہزار بوری کا کوٹہ ہے۔ یہ صرف میری ایجنسی کا ہے اور یہ ۱۹۷۱ء کا کوٹہ ہے۔ اب اسے کم از کم چالیس ہزار ہونا چاہیے۔ آپ یقین کریں۔ یہ کہتے ہیں smuggling ہو رہی ہے۔ یہ سب جھوٹ بولتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں ہم خود بھوک سے مر رہے ہیں، smuggling کیسے کریں گے۔ کوئی سمگلنگ نہیں ہوتی ہے۔ ملٹری ہے، خدا کے لئے ہم پنجاب حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی نہ کریں، آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ابھی یہ جو میدہ ہے 1200 بوری ایک دن کا پرمٹ ہے لیکن وہ پرمٹ پتہ نہیں کس کو ملا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم قاصر ہیں۔ ہماری floor mills صرف آٹا نکال رہی ہیں، اس کی باقی تمام چیزیں سیل کر دی گئی ہیں، کہتے ہیں کہ صرف آٹا نکالیں۔ اس وجہ سے بیچارہ مل مالک نقصان میں جا رہا ہے۔ اس کو سنہ 47-50ء کا کوٹہ، جو صوبہ سرحد میں مقرر ہوا تھا، وہ مل رہا

ہے۔ وہ اس کو cut کر کے دوسری ملوں کو دیتا ہے۔ نیا کوٹہ ابھی تک صوبہ سرحد کو نہیں ملا ہے۔ تو یہ تو زیادتی ہے ہمارے ساتھ۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے تیس، پینتیس لاکھ افغان مہاجرین صوبہ سرحد میں ہیں۔ پھر فاٹا ہے جناب والا' فاٹا کے ساتھ بڑی زیادتی ہوتی ہے۔ کم از کم کوٹہ اس حساب سے تو دیں کہ شام کو اس کو روٹی مل جائے۔ آپ ہر ایجنسی میں جائیں۔ وہ لوگ بھی تکلیف میں ہیں اس لئے کہ اس کو مخصوص کوٹہ دیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے میں اپیل کرتا ہوں کہ کم از کم اس کا کوٹہ دوگنا کریں اور صحیح طریقے سے کریں۔ صوبہ سرحد کی باقاعدہ کمیٹی بنائی جائے' جو اس کی تحقیقات کرے کہ ان لوگوں کو روٹی کا حق ہے کہ نہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی حافظ فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب عالی! مسئلہ یقیناً انتہائی سنگین ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ خصوصاً گندم اور آٹا' جو انسان کی زندگی کی بنیادی مدار اور اساس ہے' اس کو ذخیرہ کرے' اس بنیاد پر کہ یہ مہنگی ہو جائے اور وہ لوگوں کی مجبوری اور تنگ دستی سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی جیبوں کو بھر لے۔ یہ انتہا کی کنجوسی ہے۔ اسی میں جو سود اور رباہ ہے اسلام کے حوالے سے وہ بدترین قسم کی حرام چیز اللہ نے قرار دی ہے۔ اس لئے کہ اس کنجوسی سے اللہ کو بہت نفرت ہے۔ یہ بھی ایک کنجوسی کی انتہائی بڑی نشانی اور علامت ہے۔ میں راجہ صاحب اور یٰسین وٹو صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی گورنمنٹ کے اس قسم کے ناقص اقدامات پر کڑی نگاہ رکھیں۔ آپ لوگوں کو کیوں اس بات پر مجبور کر رہے ہیں جو کہ وہ نہیں چاہتے ہیں' بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا یہ فلسفہ نہیں ہے' یہ پنجاب ہے' یہ بلوچستان ہے' یہ سرحد ہے' یہ سندھ ہے لیکن آپ کے طرز حکمرانی' آپ کے انداز حکمرانی سے لوگ اس پر مجبور ہوں گے کہ پھر پنجاب کو گالی دیں' پھر لوگ اس پر مجبور ہوں گے کہ آپ سے بجلی لیں گے' بلوچستان کے لوگ مجبور ہوں گے کہ آپ سے گیس لیں۔ یہ پنجاب نے گندم پر اجارہ داری کیوں قائم کر دی ہے؟ اگر پنجاب ہمیں گندم دیتا ہے تو ان کا ہم پر کیا احسان ہے؟ ہم پیسوں سے خریدتے ہیں' پھر ہمارے وسائل وہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اگر ایک ملک ہے' جب ان کو اس قسم کی کوئی ضرورت پڑتی ہے تو دھماکے

کے لئے بلوچستان کے پہاڑ ہیں، بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے۔ اگر اس قسم کے حقوق کی بات کریں گے تو سب سے پرے درجے کے غدار قرار دیئے جاتے ہیں لیکن جب اس قسم کے مراحل آتے ہیں تو ہم پر روز روز ایک امتحان آ جاتا ہے اور روز روز ہماری ایک نئی آزمائش ہے، روز روز ہم پر وہ اپنی بالادستی کو تازہ کرنے کے لئے، مستحکم کرنے کے لئے اس قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ بھئی پچھلے دور میں بھی جو اس قسم کا بحران آیا، سب کو پتہ ہے کہ اس میں کون ملوث تھے، کچھ حکومتی لوگ تھے، کچھ مل مالکان تھے، کچھ اس قسم کے بڑے سرمایہ دار اور تاجر لوگ تھے۔ انہوں نے ایک مصنوعی بحران پیدا کر دیا اور لوگوں کی مجبوری اور تنگ دستی سے فائدہ اٹھایا۔ آج بھی یہی صورت حال ہے۔

چار پانچ دن ہو گئے ہیں، جس دن میں آ رہا تھا، میں نے خود گیارہ سو روپے میں آٹے کی بوری خریدی اور وہ بھی منت سماجت کر کے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ کیا صورت حال ہے، کیوں ہے۔ اگر کسی دوسری حکومت کے دور میں اس قسم کے بحران آ جاتے تو یہی لوگ ان کو طعنے دیتے کہ تم اندھے تھے، تمہارا دماغ کہاں تھا، یہ تمہاری منسٹری والے کہاں تھے۔ تم سالانہ جو پروگرام بناتے ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ اجلاس کے آداب کے بہت خلاف ہے۔ آپ اگر اپنی جگہوں پر بیٹھ جائیں تو بہتر ہو گا۔ دیکھیں چیئر کی طرف پیٹھ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

حافظ فضل محمد: جناب والا! میری چند گزارشات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا دل دکھتا ہے اس قسم کے معاملات پر کہ لوگوں کے درمیان خواہ مخواہ اس قسم کے حالات سے نفرت کی فضا پیدا ہوتی ہے، عداوت کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اچھے شگون نہیں ہیں حکومت کے لیے اور پھر اس قسم کے کتنے لوگ ہوں گے جو بد دعائیں دیں گے۔ ان مظلوم، بے بس، مفلوک الحال بے چارے لوگوں کے لیے جب ایک بوری بارہ سو، تیرہ سو روپے پر پہنچ جاتی ہے اور ان کی سارے مہینے کی تنخواہ دو ڈھائی ہزار روپے ہوتی ہے اور ان کی دوسری مجبوریاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ مہینے میں دو بوری خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو وہ بد دعائیں تو دیں گے۔

یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ ہم اسلامی نظام عدل اور اسلامی نظام مساوات بھی لانا چاہتے ہیں تو کیا یہ جو حرکات ہو رہی ہیں یہ ایک قسم کی اجارہ داری نہیں ہے؟ آپ کے سامنے ساتھیوں

نے عرض کر دیا کہ صوبہ سرحد کی حدود میں چیک پوسٹیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک بوری آٹے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں کوئٹہ کی یہی صورت حال ہے، چمن کی یہی صورت حال ہے لیکن ہم نے وہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھے، ہمارا اپنا ذاتی مشاہدہ اور تجربہ ہے، ہم خود دیکھتے ہیں کہ اوپر سے وزراء ان کی سرپرستی کرتے ہیں۔ ان کا بھی اس میں حصہ ہے۔ وہ بھی اس میں ملوث ہیں۔ باقاعدہ رات کو ایک کاروان سا ' ایک قافلہ سا آٹے کی بوریوں سے لدے ٹرکوں کے قافلے بارڈر پار ہو جاتے ہیں' چلے جاتے ہیں۔ ان کو دیں جو ان کا حصہ ہے' کوٹہ ہے وہ دیں لیکن وہ یہاں مصنوعی بحران پیدا کر دیتے ہیں پھر راتوں رات کروڑ پتی بن جاتے ہیں۔

گزشتہ بحران میں مجھے ایک ساتھی نے بتایا کہ ایک آٹے کی مل والے نے اس قسم کے بحران سے ایک ہفتے میں دو کروڑ کما لیا۔ جناب یہ کیا ہے' یہ کس سے کماتے ہیں؟ کیا یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں' پاکستانی نہیں ہیں؟ یہ لوگوں کی مجبوری سے اس طرح بے دردی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑا ظلم ہے 'بہت بڑی بے انصافی ہے اور انتہائی ایک ناجائز ہے اور منحوس عمل ہے۔ حکمرانوں کا فرض بنتا ہے کہ اس کا فوری طور پر حل تلاش کریں اور ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

جناب عالی! ہم سب کچھ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اندرون خانہ اور اندرون پردہ کیا کچھ نہیں ہوتا ہے۔ یہ سارا بحران مصنوعی ہے اور چند مخصوص لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی لیے ہے۔ جناب اگر صحیح سسٹم ہے' پورا ایک نظام ہے' منسٹری ہے' وزراء ہیں' سیکریٹریز ہیں۔ پورا سٹاف ہے۔ یہ سب لوگ کہاں ہیں۔ یہ بحران پیدا کیوں ہو جاتا ہے۔ یہ ہمیں سمجھا دیں۔ یہ منسٹری کیا کر رہی ہے؟ یہ وزراء کیا کر رہے ہیں؟ اور ان کا جو سٹاف ہے وہ کیا کر رہا ہے؟ یہ بحران کیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہاں بہت سی ملز ہیں جن کا مثال کے طور پر دس ہزار بوریوں کا ماہانہ کوٹہ ہے لیکن وہ دو ہزار دیتے ہیں۔ وہ آٹھ ہزار بوریوں کو کسی اور راستے سے نکال کر کہیں باہر بھیج دیتے ہیں۔ جو غلط راستے ہیں اس سے اپنا کام نکلوا دیتے ہیں تو اس طرح یہ بحران ضرور پیدا ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے نمبر پر یہ منسٹری ذمہ دار ہے ' ان کے سیکریٹری ذمہ دار ہیں' ان کے منسٹر ذمہ دار ہیں پھر اس کے بعد پوری کابینہ ذمہ دار ہے۔ وزیر اعظم کی بھی ذمہ داری ہے۔ میں پھر ایک مرتبہ ان سے درخواست کرتا ہوں ' اپیل کرتا ہوں کہ اس قسم کی غلط پالیسی کو ختم کیا جائے' یہ ناقص پالیسی ہے اس سے نفرت ہی بڑھتی ہے اور وہ پاکستان کے لئے اچھا شگون نہیں ہے۔ اس

سے عداوت بڑھتی ہے ، صوبائیت کا ایک منحوس قسم کا زہر زیادہ پھیلتا ہے۔ وہ اس سے اجتناب کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مہربانی، شکریہ۔ نثار محمد خان صاحب۔

جناب نثار محمد خان ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں نے وقت تو نہیں مانگا تھا لیکن آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے دے دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں ، آپ کی سفارش کسی اور نے کی تھی۔ اسی وقت میں نے کہا ہے کہ آپ کو پھر time دے دیں۔

جناب نثار محمد خان ۔ جی۔ جناب چیئرمین ! بد قسمتی یا خوش قسمتی کہیں میں صوبہ سرحد کی فلور مل ایسوسی ایشن کا اس وقت چیئرمین بھی ہوں اور بحیثیت چیئرمین کے فلور مل ایسوسی ایشن کی طرف سے میں کم از کم یہ فلور پر وعدہ کر سکتا ہوں کہ اگر حکومت کہے ، کیونکہ تقریروں سے شاید یہ ظاہر ہو کہ فلور مل مالکان کا بحران میں ہاتھ ہے تو اس ایسوسی ایشن کی طرف سے میں یہ offer کرتا ہوں اور میں نے پہلے بھی کی ہے، بذریعہ پریس کانفرنسوں کے اور آج اس فلور سے offer کرتا ہوں کہ حکومت جس point پر، جس مل سے چاہے 100% آٹا ، جو گندم اس کو مل رہی ہو اس کے مطابق ہم مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں تا کہ یہ تاثر کہ شاید فلور مل مالکان اس میں ملوث ہیں یا ان کا کوئی ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہوں ٹھیک ہو ، تا کہ یہ بات صاف ہو۔ یہ offer میں نے پہلے بھی کی ہے اور اب بھی کر رہا ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ جو inter-provincial trade جس طرح کے میں سمجھتا ہوں کہ جن چیزوں کا تعلق trades کے ساتھ ہے اس پر پابندی نہیں ہونی چاہئیے۔ مختلف rates کا ذکر ہوا، پنجاب میں ایک rate ‘Frontier میں دوسرا۔ اس کے لئے subsidy ملتی ہے۔ ہمیں گندم 37 روپے من ملتی ہے ، 37 روپے per bag, bag میں دو من آتے ہیں، تقریباً ڈھائی من۔ ہمیں گندم مہنگی ملتی ہے اور قدرتی طور پر پھر آٹا مہنگا ہو جاتا ہے۔

اب Chief Minister صاحب کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں۔ اس نے یہ subsidy 37 روپے per bag کیوں گندم مہنگی کی ہے۔ Federal Government کے Food Minister ہوں

یا Prime Minister صاحب ہوں یا Prime Minister صاحب جس کی بھی ذمہ داری ڈالتے ہیں وہ Chief Minister صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور ان کے ساتھ صلاح مشورہ کریں کہ آخر اس کی کیا مجبوری ہے اور اس کا تدارک کریں۔

نمبر۔۲ میں نے پہلے بھی تجویز دی ہے اسی فلور پر اور آج پھر دے رہا ہوں کہ جناب والا! ہم ایک زرعی ملک ہیں لیکن اس ملک میں گندم یا مکئی کی پیداوار پھر کیوں کم ہے ۔ وہ اس لئے کم ہے کہ میں خود زمیندار ہوں۔ آپ بھی زمیندار ہیں۔ گنا جو یہ' جو پیسہ--------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہرحال نثار صاحب میں زمیندار نہیں ہوں۔ میں نہیں ہوں زمیندار۔

جناب نثار محمد خان۔ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی ہاں۔

جناب نثار محمد خان۔ گنے سے جو آمدن ہے وہ گندم سے نہیں ہے۔ Tobacco سے جو آمدنی کاشتکار کو ہے وہ گندم سے نہیں ہے۔ اسی طرح سبزیاں' اسی طرح پھل' کپاس ، تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ گندم کا rate یا ہر اس چیز کا ریٹ ، جس کا تعلق کھانے سے ہو خواہ rice ہے' خواہ مکئی ہے۔ وہ کم از کم اتنا بڑھائیں کہ اس کی آمدنی گنے' تمباکو' کپاس جو بھی یہ اور چیزیں ہیں اس کے برابر ہو ، تو آپ دیکھیں گے کہ آپ گندم میں ایک export کرنے والے ملک بن جائیں گے۔ یہ تجویز میں نے پہلے بھی دی ہے آج بھی دے رہا ہوں اور پچھلے سال کی یہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ پچھلے سال گورنمنٹ نے ۵۰ روپے من گندم کا ریٹ بڑھایا تھا اوراس کی امپورٹ تقریباً بالکل آدھی ہوئی۔ اگر یہ ۵۰ روپے فی من اس سال اور بڑھاتے۔مجھے یقین ہے کہ یہ جو آج آٹے کی یا گندم کی کمی کو جو ہم رو رہے ہیں۔ یہ رونا ہم نہ روتے۔ہم نے صوبہ سرحد میں قلت کی بات کی ہے لیکن اخباروں کے حوالے سے پنجاب میں بھی بعض جگہوں پر یہی صورت حال ہے تو مناسب یہی ہوگا اور پہلے بھی یہ تجویزدی گئی ہے کہ کمیٹی بنائی جائے اور خاص کر فرنٹیئر کی گورنمنٹ کے ساتھ مل بیٹھ کر اس چیز کے لئے کوئی راستہ تلاش کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ مہربانی ، شکریہ ، ڈاکٹر صاحب آپ بولیں گے۔ آپ اٹھ رہے تھے ۔ اگر بولنا نہیں تو پھر یہ ہے کہ میں نے یہ کہنا ہے کہ آپ اس میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں ۔تقریریں ختم ہو گئی ہیں تو میں پھر وزیر صاحب کو بولنے کی اجازت دے دوں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔نہیں میں بات کرتا ہوں۔ ابھی آپ نے ایک گھنٹے کا کہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اب جب کوئی بولنے والا ہے ہی نہیں اور تقریریں ختم ہوگئیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ نہیں بات کرتے ہیں ۔ یہ عوامی مسئلہ ہے ۔ اس کے لئے ضروری بولنا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کیونکہ آٹے کا مسئلہ اتنا اہم مسئلہ ہے جس سے ملک کے ۱۴ کروڑ غریب عوام کی وابستگی ہے۔ ان سب کی خوارک کا ذریعہ آٹا ہے ۔ عام آدمی کا آٹے کے بغیر گزارہ نہیں ہے ۔ اب آٹا اس کی بنیادی ضرورت ہےکیونکہ وہ سبزی گوشت اور میوہ جات کھانے سے قاصر ہے۔ یہ سادی سوکھی روٹی اس کا پیٹ بھرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے ناتے سے جہاں لاکھوں کروڑوں ایکڑ رقبہ زیر کاشت لایا جا سکتا ہے ۔ نہ صرف ہم اپنے ملک کو زراعت کے حوالے سے خود کفیل بنا سکتے ہیں بلکہ پورے مڈل ایسٹ اور اپنے ہمسایہ ممالک کو بھی غلہ دیکر ہم زر مبادلہ کماسکتے ہیں۔ میں یہاں ہمیشہ یہ بات کہتا ہوں اور لوگ ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آپ خود بھی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وقت بھی virgin land بلوچستان میں لاکھوں کروڑوں ایکڑ کئی سالوں سے ویسے پڑی ہوئی ہے ۔ وہاں rain water پہاڑی علاقوں سے بہہ کر سمندر میں جا کر گرتا ہے ۔ اگر اس کی روک تھام کی جائے اور وہاں ڈیم تعمیر کیےجائیں۔ چھوٹے ڈیم بنائیں جائیں تو آپ پورے ملک کے لئے غلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک اور کچی نہر جو پرانا منصوبہ ہے وہ وہاں پہنچائی جائے۔تو ہم زرعی پیداوار میں خود کفیل ہو کر باہر سےزر مبادلہ کمائیں گے۔ لیکن یہاں سنتے کم ہیں اور عمل بھی نہیں کرتے۔یہاں دقت یہ ہے۔

جناب چیئرمین! سب سے بڑی مشکل بات ہے کہ یہاں ایک مافیا گروپ بنا ہوا ہے ۔یہ آٹے کی مصنوعی قلت کرکے یا آٹے کی سمگلنگ کے ذریعے اس کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے

ہیں۔ اس کا خمیازہ عام آدمی کو بھگتنا پڑتا ہے ۔ چاہے وہ صوبہ پختونخواہ کا ہو ' یا بلوچستان کا ہو ' زیادہ ہم لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ سندھ بھی متاثر ہوتا ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آٹا سمگل ہو کر افغانستان کی طرف جاتا ہے ۔بھئی اگر سمگل ہوکر افغانستان کی طرف جاتا ہے تو اس کا بھی علاج آپ کے پاس ہے ۔ وفاقی حکومت کے پاس ہے۔ بارڈر پر کنٹرول اس کا کام ہے۔ وہ اس کو سنبھالے۔ یا جو لوگ آٹے کی سمگنگ کے ذریعے راتوں رات کروڑ پتی ارب پتی بن جاتے ہیں۔ پرمٹ کے ذریعے مصنوعی بحران پیدا کر کے' وہ بھی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ جو بیرونی ممالک سے غلہ منگواتے ہیں اس کا کنٹرول بھی وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ سب سے دکھ کی بات یہ ہے کہ آٹا ایک بنیادی آئٹم ہے۔ اس پر انٹر پراونشل پابندی بھی صوبوں کے درمیان اپنی جگہ موجود ہے ۔ابایک نئی صورتحال آپ نے پیدا کی ۔ ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی کو ارزاں نرخوں پر آٹا فراہم کرتے ہیں اور جواز یہ جاتے ہیں کہ وہاں کی صوبائی حکومت کا مسئلہ ہے ' وہ اس کو اس طرح سے فراہم کرتی ہے۔ اگر پنجاب گورنمنٹ یہ کرسکتی ہے تو پھر جو ہماری یعنی بلوچستان کی گیس کی آمدنی ہے' جس پر آپ نے قبضہ کیا ہوا ہے ' وہ ہمیں ملنی چاہیے ۔ ان کو اس کی آمدنی کا جائز حصہ ملے ' اس کی رائلٹی اور اس کے development surcharge کے ارب ہا روپے وفاقی حکومت ہڑپ کر جاتی ہے ۔ یعنی اس پر development surcharge کا چکر چلاتے ہیں یہ ہوشیار لوگ' یہ وفاقی حکومت والے اور کہتے ہیں یہ سرچارج ہے اور ہڑپ کر جاتے ہیں۔ وہ آمدنی ہمیں دے دیں تو ہم بھی سبسڈی دے سکتے ہیں۔اسی طریقے سے صوبہ سرحد کو بجلی کی رائلٹی دیں تو وہ بھی سبسڈی دے سکتے ہیں۔ سندھ کو بھی اگر آپ کراچی کی بندرگاہ سے کسٹم کی آمدن دیں تو وہ بھی سبسڈی دے سکتے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ جو بات آپ دوسروں کے لئے پسند کرتے ہیں اسے اپنے لئے پسند نہ کریں ۔ تو صورتحال یہ ہے ۔ یہ ایک پریشان کن اور تکلیف دہ مسئلہ ہے سارے ملک کے عوام کے لئے اور خاص کر دو صوبے یعنی سرحد اور بلوچستان سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہمارے لوگ جنگی ساری تجارت لورالائی ' ڈی جی خان اور ملتان سے ہے' یہ بیچارے اگر ایک تھیلہ بھی آٹے کا لیجائیں تو بارڈر پر اس کو پکڑ لیا جاتا ہے اور سمگنگ سے یا پرمٹ کی وجہ سے لاکھوں بوری آٹا حکومت کی سرپرستی میں بااثر لوگ لے جاتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آٹے کی سمگنگ بھی حکومت کے اثر و رسوخ سے ہوتی ہے' ذخیرہ

اندوزی بھی حکومت کے اثر و رسوخ سے ہوتی ہے۔ آٹے میں ملاوٹ بھی حکومت کے اثر و رسوخ سے ہوتی ہے۔ ورنہ یہ ہزاروں اور لاکھوں بوری آٹا کیسے جاسکتا ہے۔

پھر میں ان سے عرض کروں گا کہ یہ جو افغانستان کا مسئلہ ہے اس میں تمام دنیا کی مداخلت ختم ہونی چاہیے تاکہ لاکھوں افغان مہاجرین واپس اپنے وطن جا سکیں اور اس طرح آٹے کی سمگلنگ کی روک تھام ہو سکے ۔ یہ بھی ہمارے لئے ایک مسئلہ ہے اس لئے کہ اپنے عوام کو آٹا نہیں دے سکتے تو ہم ان کو کیسے دیں ۔ ہم اپنے لوگوں کو روزگار نہیں دے سکتے تو ان کو کیسے دیں۔ میری عرض یہ ہے کہ آٹے جیسی بنیادی ضرورت کا مسئلہ ضرور حل کریں۔ یہ سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بحران پہلے بھی اس حکومت کو لے ڈوبا ہے جس سے یہ حکومت بری طرح بدنام ہوئی ہے اور لوگ راتوں رات کروڑ پتی بنے ہیں۔ خدا کے لئے اب آنے والے بحران سے بچائیں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر سارا ملک آٹے کے نام پر چیخ اٹھے۔ کہ آٹا' آٹا' آٹا۔ اب پھر وہی صورتحال آ رہی ہے۔ جناب والا' ہماری التجا ہے کہ آٹے کے بحران کو حل کریں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔قاسم شاہ صاحب۔

سید قاسم شاہ ۔ جناب چیئرمین ' چونکہ وقت آپ نے ۹ بجے دیا تھا ۔ صبح کے بارے میں آپ نے ابھی ابھی ــــــ

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔نہیں میں نے صبح کے بارے میں ترمیم کردی ہے کیونکہ تقریریں سب تقریباً ختم ہوگئی ہیں۔ یہ آپ کی آخری تقریر ہے۔

سید قاسم شاہ ۔ صوبہ سرحد کے بارے میں نہ کہ پختونخواہ کے بارے میں۔ صوبہ سرحد میں آٹے اور گندم کا بحران ہے۔ میں اس کو acknowledge کرتا ہوں اور جیسے مجھ سے پہلے نثار خان نے کہا' یہ سینٹ کے ممبر بھی ہیں اور پورے صوبہ سرحد کے گندم اور فلور ملز والوں کے صدر ہیں' انہوں نے استعفیٰ دیا ہے۔ میں حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے ایک دفعہ ہمیں بلایا اور وہاں جو فیصلہ ہوا ' اس فیصلے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد کی گندم کراچی سے آتی ہے تو وہ راستے میں کہاں غائب ہو جاتی ہے۔اور جو صوبہ سرحد پہنچتی ہے تو وہ کابل کی طرف جاتی ہےیا وہ کسی دوسری طرف جاتی ہے لیکن صوبہ سرحد میں آٹے اور گندم کا بحران ہے۔ اور جو انڈسٹری ہے فلورمل' جس کے بارے میں لوگ باتیں

کرتے ہیں، چونکہ میں جانتا ہوں ذاتی طور پر کہ بھائی 16-15 سال سے ہماری ایک فلور مل چلتی ہے لیکن اس دفعہ ایسا ہے کہ اس کو روزانہ 1500 بوری کی بجائے 120 بوری گندم ملتی ہے۔ وہاں چوری کیا ہوگی وہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ آٹے کا بحران ہے۔ گندم کس طرح صوبہ سرحد میں آتی ہے یا راستے میں کہیں چوری ہوتی ہے۔ میں حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو یہاں معزز ممبران نے ایوان میں باتیں کیھیں ان پر سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اس کے لئے کوئی کمیٹی بنائی جائے جس میں صوبہ سرحد کی حکومت کے نمائندے بھی ہوں اور اس مسئلے کا حل نکالا جائے۔ میں اس بات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وٹو صاحب وہ وقت تو تھا ایک دو گھنٹے کا لیکن تقریریں ختم ہوگئی ہیں تو آج ہی ان کو اگر آپ سمیٹ لیں اورختم کرلیں تو بہتر ہو گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ سارے حضرات نے بہت اہم مسائل اٹھائے ہیں۔ میں نے تفصیل سے بھی ایک بیان عرض کر دیا ہے اور اس کے notes بھی لے لیے گئے ہیں۔ میں فوری طور پر یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم صوبائی حکومت کو فیڈرل حکومت کی طرف سے ہدایت جاری کریں گے کہ جہاں کہیں بھی سرحد میں مشکلات ہیں ان کو دور کریں اور اگر صوبائی حکومت کو فیڈرل حکومت کی طرف سے مزید گندم کی ضرورت ہوئی تو اس سلسلے میں بھی فیڈرل حکومت اقدامات کرے گی۔ مزید انہوں نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ notes بھی لے لیے گئے ہیں اور جس دن متعلقہ وزیر آئیں گے وہ تفصیل سے اس سلسلے میں مزید وضاحت بھی کر دیں گے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ آج میں نے---

ایک معزز رکن۔ بلوچستان کے لئے بھی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جی، بلوچستان کے بارے میں اس ایڈجرنمنٹ موشن میں تو نہیں ہے کوئی سلسلہ لیکن بلوچستان کے بارے میں بھی وہی صورت ہوگی کہ وہاں بھی اگر کوئی قلت ہوگی تو ہم صوبائی حکومت کو ہدایت کریںگے اور فیڈرل حکومت کی طرف سے جس امداد کی ضرورت ہو گی وہ ہم دیں گے اور ہماری پوری کوشش ہو گی کہ۔

حاجی دلاور خان۔ جی فاٹا کے لئے بھی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ سارے ملک میں اور سارے صوبوں میں کہیں بھی آٹے کی قلت نہ ہو اور فاٹا کے بارے میں بھی جناب بالکل یہی عرض ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ہاں وٹو صاحب ایک آپ سے میں یہ عرض کروں گا کہ کیونکہ ایک سپیشل کمیٹی ہاؤس کی بھی بنی تھی ۔جس نے دیکھا ہے کہ یہ تھیلے میں دس کلو آٹا پانچ کلو آٹا آتا ہے وہ بھی وہاں بس سے اتارا جاتا ہے' یہ ہم نے خود دیکھا ہے ' میں نے خود چیک کیا ہے ۔ اس سلسلے میں بھی اگر آپ صوبائی گورنمنٹ سے کچھ یہ کہیں کہ اتنا اس میں آپ تقسیم نہ کریں۔ اگر قلت ہے تو یہ تھوڑی بہت آتی ہے' اگر یہ تھیلے آ جائیں تو میرے خیال میں کوئی قیامت نہیں آئے گی۔ یہ اتنی پابندی نہ رکھیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جی آپ کے ارشاد کے مطابق دیکھ لیں گے جو بھی legally ممکن ہو گا جناب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب میں یہ صرف عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے جتنے بھی دوست اٹھے تھے انہوں نے' خاص طور پر آپ نے بھی توجہ اس طرف دلائی کہ جی گورنمنٹ آف پنجاب نے بالکل اپنے بارڈرز سیل کر دیے ہیں جس کی وجہ سے گندم بالکل نہیں پہنچتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں نے آپ کے بغیر کہے' اس کے متعلق کہا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جی میں وٹو صاحب سے یہ request کروں گا کہ جب وہ منسٹر صاحب سے بات کریں تو اس بات پر خصوصی طور پر ضرور واضح طور موقف ہونا چاہیے کہ جی پنجاب گورنمنٹ کو کیا وہ اب ہدایت کریں گے یا پنجاب گورنمنٹ کس طرح اس کو tackle کرے گی اس ایشو کو' خاص طور پر آپ یہ بات سامنے رکھیں گے ؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ آفیسرز بیٹھے ہیں اور وہ نوٹ کر رہے ہیں ۔ میں ان کو مزید نوٹ کروا دوں گا کہ وزیر صاحب اس سلسلے میں ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بہر حال اس تحریک التوا پر بحث تو مکمل ہوئی اور اب آپ اگر کوئی کام کرنا چاہیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب میں یہ 4 نمبر move کرنا چاہتا ہوں ۔

میاں رضا ربانی - جناب والا! ابھی ممبر بھی نہیں ہیں - وٹو صاحب صبح کریں ابھی نو بج گئے ہیں - Sir in any case item no - 3 کا کیا کر رہے ہیں پھر۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو - تین کو کل کریں گے -

میاں رضا ربانی - نہیں جناب تین کو کیسے کل کریں گے، پہلے ہی یہ بڑا serious مسئلہ ہے تین کا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو - جناب والا ! انہوں نے کتنا اعتراض کیا ہے ہم کرنے کو avoid کرتے ہیں۔ ہم سینٹ کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہمیں اجازت نہیں دے رہے ہیں -

میاں رضا ربانی - یہ کل اٹھائیں، کل ہم بحث کر لیں گے اس پر -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ربانی صاحب اگر یہ پیش کر لیں اور بحث کل کر لیں گے۔

میاں رضا ربانی - جناب ! You can't skip item No. 3 sir, item No. 3 is there آئیٹم نمبر 3 بڑا serious matter ہے - یہ وزیر اعظم صاحب نے ابھی تک سپریم کورٹ کی decision کو welcome نہیں کیا ہے - وزیر قانون نے کہا ہے کہ I am studying it دوبارہ دوبارہ یہ آرڈیننس جو ہیں یہ order of the day پر آ رہے ہیں - This is a very serious question.How can you skip item No 3.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر- جناب اعتزاز احسن صاحب ' اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ پیش کر دیں۔ بحث کل ہو گی ۔اس میں کیا حرج ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن- جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پیش کرنے تک بھی بے شک بیٹھتے ہیں - پہلے آئیٹم نمبر ۳ لیا جائے - پہلے آئیٹم نمبر ۳ لیا جائے پھر آئیٹم نمبر ۲ کی باری آئے گی، تو اس کو ضرور لیں گے - آج ہی چاہے باری آ جائے لیکن آئیٹم نمبر ۳ پر پہلے گفتگو ہونا لازم ہے -یہ آئیٹم پہلے ہے - جو بھی ساتھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں، وہ اس آئیٹم نمبر ۳ پر تو اظہار خیال کریں گے - یہ جناب! آئیٹم نمبر ۳ آپ ملاحظہ فرمائیں۔

بڑا serious item ہے - Item No 3 اس ایجنڈے کا سب سے زیادہ serious item ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ تو آپ نے اس کے بارے میں کل کہہ دیا تھا کہ اب اس کی کیا ضرورت پڑے گی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ حکومت جب بار بار اس کو ایجنڈے پر رکھ رہی ہے - اس پر گفتگو کرنا چاہتی ہے، بہت سارے ممبران آپ کے ساتھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہوں تو آپ بھی اس پر اظہار خیال ضرور کریں گے، یقیناً کریں گے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ آئیٹم نمبر ۳ کے بعد ۴ پر آتے ہیں تو بے شک آئیں لیکن وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ آئیٹم نمبر ۴ پر بحث شروع کر دیں۔ اگر اس کے بعد چار بھی آ جائے، پانچ بھی آ جائے بے شک آج ہی آ جائے، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ تاخیر بہت ہو گئی ہے، وقت بہت ہو گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ میں نے ان سے یہ request کی تھی۔ رضا ربانی صاحب سے اور Leader of the Opposition سے بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے lay کرنے میں ان کو تعاون کرنا چاہیئے اور اگر وہ نہیں کرتے اور وہ اپنا سلسلہ جاری رکھتے ہیں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ we just can't say یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ اگر وہ نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب میں راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم item No.3 کو lay کرنے میں ان کی مدد نہیں کرسکتے - جناب والا item No.3 ہے Amending Ordinance جس کے زریعے تمام courts پاکستان میں بنائے جانے کی ترمیم کی گئی ہے - سپریم کورٹ نے کل فیصلہ دیا ہے کہ یہ unconstitutional ہے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری مدد کریں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟

(مداخلت)

جناب پریذائڈ نگ آفیسر۔ جی اعتزاز احسن صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں اس کا حل عرض کرتا ہوں۔ گزارش کرتا ہوںکہ وزیر

صاحب item No.4 کو move کردیں۔ ایک ہمارے ساتھ commitment کر لیکہ کل نمبر تین پہ پہلے بحث ہوگی اور چار اس کے بعد لیا جائے گا۔ نمبر تین پہ بحث ہوگی باقاعدہ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ اس کے متعلق قانونی طور پر وہ lay ہونا ہے اور تو کوئی بات نہیں ہے

چوہدری اعتزاز احسن۔ ہم مانتے ہیں، کل کی ہماری مان لیں، بالکل ٹھیک ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ میں ایک عرض کرتا ہوں کہ آپ جو اعتراض کریں گے وہ ضرور جواب دیں گے۔ Law Minister will be their to r eply

چوہدری اعتزاز احسن۔ لاء منسٹر تو غائب ہیں۔ چار یہ move کرلیں اس understanding کے تحت کہ کل پہلے تین پر بحث ہوگی اور پھر چار پر ہم بحث کریں گے۔

LAYING OF THE BILL RE: THE CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY (AMENDMENT) BILL,1999.

Mian Muhammad Yasin Khan Watto: Sir , I beg to move that the bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance, 1960[The Capital Development Authority (Amendment) Bill,1999] as passed by the National Assembly be taken into consideration.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ تو move ہو گیا اور اب اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 O' clock in the morning , on Friday,the 19th February,1999.]